مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جز	بغیر	دگر	دوسرا
جادہ	راستہ	سبز	ہرا
حیف	افسوس	کثرت	بہتات
ثنا	تعریف	رہ	راستہ
درخور	لائق،قابل	یم	گہرا سمندر
رفعت	بلندی	حمد	تعریف

ترجمہ ۔ حمد

ا۔ اس (خدا) کی طرف پہنچنے کی راہ صرف شوق دل کی راہ ہے۔نظر کی راہ بھی (کیا) خوب ہے مگر افسوس وہاں تک اس کی رسائی نہیں ہے۔

۲۔ خدا کے مظاہر نور کی کثرت (ہی) اس کے جمال کا پاس ولحاظ کرسکتی ہے اسی لئے جمال ذاتی تک یہ رسائی نظر نہیں پہنچ سکتی ہے۔

۳۔ جب تک اہلِ نظر کے آنسو خونِ جگر میں تبدیل نہ ہو جائیں گے اس وقت تک رنگِ وفا التفات کے لائق نہیں ہوسکتا۔

۴۔ اگر شاخ طلب خونِ دل سے سر سبز نہیں ہوتی ہے تو طالبوں کے دست سوال ثمر (پھل) تک نہیں پہنچ سکتے۔

۵۔ اگراس کی عطا کا طالب ماسوا سے دور نہیں ہوگا تو اس کے آستانہ تک کاسہ سر کی رسائی نہیں ہوسکتی۔

۶۔ ایک دنیا اس کے عشق کے ناپیدا کنار سمندر میں غوطہ زن ہے مگر بغیر نذر جان پیش کئے کوئی گوہر مراد تک کیسے پہنچ پائے گا۔

۷۔ اس کی صورت معنوی کو صاف صاف کوئی نہیں دیکھ سکا کیونکہ اس بام بلند و بالا تک کسی نظر کی رسائی ہی نہیں ہوئی۔

۸۔ (جب اس کے نور سے) آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں اور سارا عالم تیرہ و تاریک معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے وصل سے لطف اندوزی کی یہ شام صبح تک نہیں پہنچ پاتی ہے۔

۹۔ اے بزمیؔ! اگر اس کا فضل و کرم شوق کے شامل حال ہوتا تو (ہرگز ہرگز) اس کی حمد و ثنا کا متن بھی اہل ہنر کے قلم تک نہ پہنچ پاتا۔

☆

مشق :

۱۔ فارسی کے کسی شاعر کی حمد استاد کی مدد سے تلاش کرو اور اس کو زبانی یاد کرو۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ لکھ کر مشق کریں۔

جُز	جادہ	حیف	مظہر
جمال	درخور	التفات	سرشک
طالبان	ثمر	ماسوا	کاسۂ سر
یم	عشق	معنوی	اوصاف
ہیچ	خیرہ	وصل	سحر
فیض	ثنا	غوطہ	عشرت

سوالات :

سوال۔۱ خدا تک پہنچنے کی راہ کون سی ہے؟

سوال۔۲ شاخ طلب کس سے لبریز ہونی چاہیے؟

سوال۔۳ گہر (گوہر مراد) تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے؟

سوال۔۴ حمد کی تعریف بیان کریں؟

☆

فارسی غزل کا تعارف

غزل کے لغوی معنیٰ ہیں عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کی باتیں کرنا، اہل فن کی اصطلاح میں غزل شعر کے اس قالب کو کہتے ہیں جس میں محبوب کی سیرت وصورت اور محبّ کے حالات وجذبات کو بیان کیا جائے۔ واردات عشق کی ترجمانی، اور زمانہ کی بدحالی کا تذکرہ اس کا خاص موضوع ہے۔ اس صنف میں ہر ایک شعر علیٰحدہ مضمون کا حامل ہوتا ہے، اس کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف یا صرف ہم قافیہ ہوتے ہیں اور باقی اشعار میں سے دوسرا مصرع قافیہ میں پہلے شعر کی پابندی کرتا ہے آخری شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے اور اسے مقطع کہتے ہیں۔ اور بہترین شعر کو شاہ بیت یا بیت الغزل کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

فارسی میں غزل کی ابتداء تیسری ہجری صدی سے ہوئی جب رودکیؔ نے غزل کی صنف کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ اس کے بعد چوتھی صدی ہجری میں دقیقیؔ طوسی نے اس کو اپنایا۔ یہاں تک کہ پانچویں صدی ہجری میں یہ صنف اپنے انتہا پر پہنچ گئی اور قصیدہ گو شعراء نے غزل کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ خاقانیؔ اور نظامیؔ کی طرح قصیدہ گو شعراء نے

بھی اس صنف میں طبع آزمائی شروع کی۔ پھر صوفی شعراء کا زمانہ آیا تو حکیم سنائیؔ نے غزل کو نئی جہت عطا کی جسے غزل عارفانہ کے نام سے جانا گیا۔غزل کے اس طرز کو عطارؔ، رومیؔ اور فخرالدین عراقیؔ نے کمال پر پہنچا دیا۔

سعدیؔ شیرازی نے اس میں عشق وعرفان کی آمیزش سے ایک نیا آہنگ پیدا کیا جس سے غزل فرش سے عرش تک پہنچ گئی۔اسی دوران ہندوستان کی سرزمین پر امیر خسروؒ اور آخر کار حافظؔ کی زبان پر اس غزل نے ترقی کی معراج طے کر لی مگر حافظؔ کے بعد غزل روبہ انحطاط ہوگئی اور جامیؔ پر جا کر یہ سلسلہ رک گیا اور حسنؔ دہلوی نے غزل کے گیسو سنوارے اور غزل کے حسن کو دوبالا کر دیا امیر خسروؒ کے بعد سلمانؔ ساوجی اور خواجوؔ کرمانی کے نام بھی غزل کی ترقی کے سلسلے میں قابل ذکر ہیں۔

فغانیؔ سے غزل میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے جس میں سلاست کی جگہ پیچیدگی، استعارات کی بہتات تشبیہات کی رنگینیاں خیال بندی، مضمون آفرینی اور دقت پسندی کو فروغ ملا اس سلسلے میں عرفیؔ، ظہوریؔ، جلالؔ، اسیرؔ، طالبؔ آملی اور کلیمؔ ہمدانی کے نام قابل ذکر ہیں، اسی زمانے میں فیضیؔ اور نظیریؔ نے بھی عروس غزل کو سنوارنے میں نمایاں حصّہ لیا۔ پھر فارسی غزل میں ولیؔ دشت بیاضی، علمیؔ، قلمیؔ، میلیؔ، وحشیؔ یزدی اور شرفؔ جہاں وغیرہ نے عاشقانہ ورندانہ مضامین کا اضافہ کیا اور ساتھ ہی لطافت خیال بھی پیدا کی، مغلوں کے آخری دور میں بیدلؔ دردؔ اور غالبؔ وغیرہ نے غزل کی صنف کو اپنی شاعری کا

موضوع بنایااور مئے عرفان کے ذکر سے غزل کوایک نیا سوز وساز عطا کیا۔

ایران میں دورۂ مشروطیت میں شعر کی دیگر اصناف کی طرح غزل کو بھی ترقی ہوئی لیکن اس میں سیاسی اور اجتماعی عقاید وافکار کو بھی داخل کر دیا گیا۔ اس میں عاشقانہ اور رندانہ مضامین بھی بیان کئے جاتے ہیں اس نئے دور میں غزل کو اپنانے والوں میں سیمینؔ بہبانی، حسینؔ منزوی، محمد علی بہمنیؔ اور قیصرؔ امین پور قابل ذکر ہیں۔

☆☆☆

سوانح حافظؔ شیرازی

شمس الدین محمد نام۔حافظؔ تخلص۔والد کا نام بہاء الدین تھا۔خاندانی پیشہ تجارت تھا۔کمسنی میں سایۂ پدری سے محروم ہوگئے اپنے شوق سے کچھ ابتدائی تعلیم حاصل کی۔قرآن مجید حفظ کرنے کی روایت بھی ملتی ہے۔کم عمری سے ہی شعروشاعری کا مشغلہ اختیار کیا ابتداء میں اپنی ناموزونیت کے لئے مشہور ہوئے لیکن دھیرے دھیرے نہ صرف کلام میں موزونیت بلکہ غضب کی تاثیر پیدا ہوگئی۔حافظؔ کا والہانہ اندازِ بیان ،رندی،سرمستی، جوش،جدّت ادا، ان کی پہچان ہے۔تصّوف کی چاشنی اورآفاقی صداقتوں نے ان کے کلام کو منفرد بنادیا۔ان کی غزل کی اہم خصوصیات میں جدّت ترکیب،بندش کی چستی،روزمرّہ ومحاورہ کا برمحل استعمال،شوقی وظرافت،واردات عشق کا انوکھا اندازِ بیان وغیرہ شامل ہیں۔حافظؔ نے پامال اورفرسودہ مضامین کو اپنی شاعری میں اس طرح برتا ہے کہ اس میں جاذبیت اوردل نشینی پیدا ہوگئی ہے۔پندوموعظت کے اسلوب میں حافظؔ کے یہاں خشکی نہیں اسی کے ساتھ اخلاقی مضامین بھی اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ زبان سے بےساختہ واہ واہ نکل جاتا ہے۔فارسی غزل کو حافظؔ نے جن بلندیوں سے ہم کنار کیا اس کی مثال نہیں ملتی ہے خود فرماتے ہیں۔

ندیدم خوشتر از شعرتو حافظؔ   بقرآنی کہ در سینۂ تو داری

حافظؔ شیرازی

(ii) غزل ۱۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند
در دم نہفتہ بہ ز طبیبانِ مُدّعی   باشد کہ از خزانۂ غیبم دوا کنند
معشوق چون نقاب ز رخ بر نمیکشد   ہرکس حکایتی بہ تصوّر چرا کنند
چون حسنِ عاقبت نہ برندی وزاہدیست   آن بہ کہ کارِ خود بر عایت رہا کنند
بیمعرفت مباش کہ درمن یزیدِ عشق   اہلِ نظر معاملہ با آشنا کنند
بگذر ز کوئ میکدہ تا زمرۂ حضور   اوقاتِ خود ز بہرِ تو صرفِ دعا کنند
پیراہنی کہ آید از و بوئ یوسفم   ترسم برادرانِ غیورش قبا کنند
حالی درونِ پردہ بسی فتنہ میرود   تا آن زمان کہ پردہ برافتد چہا کنند
گر سنگ ازین حدیث بنالد عجب مدار   صاحبدلان حکایتِ دل خوش ادا کنند
پنہان ز حاسدان بخودم خوان کہ مُنعمان   خیر نہان برائی رضائی خدا کنند
مئ خور کہ صد گناہ ز اغیار در حجاب   بہتر ز طاعتی کہ بر وی و ریا کنند

حافظؔ مُدام وصل میسّر نمی شود
شاہان کم التفات بحالِ گدا کنند

☆

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آنانکہ	جولوگ، وہ لوگ	خاک	مٹی
کیمیا	سونا	آیا بود	کاش ہوتا
گوشہ	کونہ، کنارہ	چشم	آنکھ
دردم	میرا درد	نہفتہ	پوشیدہ، چھپا ہوا
مدّعی	دعویٰ کرنے والا، شیخی بگھارنے والا	باشد	ہونا، ہوسکتا ہے، شاید
رخ	چہرہ	نمی کشد	نہیں کھنچتا ہے، نہیں اٹھاتا ہے
ہرکس	سارے ہر شخص	حکایت کنند	باتیں بتاتے ہیں
حسنِ عاقبت	اچھا انجام	تصوّر	خیال
رندی	آزادروی	معرفت	پہچان، جاننا
رعایت	مہربانی	من یزید	بازار، نیلام گھر

بگذر	گذر	زمرہ	گروہ، پارٹی
زمرۂ حضور	درباریوں کا گروہ	اوقات	وقت کی جمع
پیراہن	لباس، کپڑا، پوشاک	غیور	غیرت مند
برادران	برادر کی جمع بھائی	حال	حالے، اب، ابھی
درون	اندر	برافتد	اٹھ جائے گا
چہا	کیا	سنگ	پتھر
زمان	زمانہ، وقت	بنالد	روئے
عجب مدار	تعجب مت کرو	حاسدان	جلنے والے، حاسد کی جمع
صاحب دلان	دل والے، صاحب دل کی جمع	خیرنہان	پوشیدہ طور پر نیکی کرنا
رضا	رضامندی، خوشنودی	اغیار	غیر کی جمع
حجاب	پردہ، چھپا کر	طاعت	عبادت
ریا	دکھاوا	مدام	ہمیشہ
وصل	ملنا، ملاقات	گدا	فقیر
منعمان	دولت والے، منعم کی جمع	عجب مدار	تعجب مت کر

ترجمہ (غزل۔۱)

جو خاک کو، نظر سے کیمیا کر دیتے ہیں۔ کاش ایک گوشۂ چشم ہماری طرف کر دیں۔

ڈینگیں مارنے والے طبیبوں سے، میرا درد پوشیدہ رہنا بہتر ہے۔ ہوسکتا ہے، کہ وہ غیب کے خزانے سے میری دوا کریں۔

جبکہ معشوق، چہرے سے نقاب نہیں اٹھاتا ہے۔ سب لوگ خیال سے، کیوں باتیں بناتے ہیں؟

جبکہ انجام کی خوبی، رندی اور تقوے سے نہیں۔ یہی بہتر ہے، کہ اپنا معاملہ مہربانی پر چھوڑ دیں۔

معرفت کے بغیر نہ رہ، اس لئے کہ عشق کے بازار میں۔ اہل نظر، جانکاروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔

شراب خانہ کے کوچہ پر سے گذر، تاکہ درباری گروہ۔ اپنے اوقات، تیرے لئے دعا میں صرف کرے۔

جس لباس سے، مجھے یوسف کی بو آرہی ہے۔ مجھے ڈر ہے، کہ اس کے غیور بھائی اس کو چاک کر دیں گے۔

اب پردے کے اندر بہت سے فتنے پیدا ہورہے ہیں۔ دیکھو جبکہ پردہ اٹھ جائے گا کیا کریں گے؟

اگراس قصّے سے، پتّھر روپڑے تو تعجب نہ کر۔صاحب دل، دل کا قصّہ اچھی طرح بیان کرتے ہیں۔

حاسدوں سے چھپا کر، مجھے بلالے کیونکہ سخی۔خدا کی رضا مندی کے لئے ،چھپی بھلائی کرتے ہیں۔

شراب پی،اس لیے کہ سو گناہ غیروں سے چھپ کر اس عبادت سے بہتر ہیں، جو دکھاوے،اورریا کاری سے کریں۔

اے حافظ! وصل ہمیشہ میسّر نہیں آتا۔بادشاہ،فقیر کی طرف کم توجّہ کرتے ہیں۔

مشق : غزل کے مطلع اور مقطع کو حفظ یاد کریں اور تشریح کریں۔

سوالات :

سوال۔۱ حسنِ عاقبت کس پر چھوڑنا چاہئے؟

سوال۔۲ عشق کے بازار میں اہل نظر کس کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں؟

سوال۔۳ پیراہن یوسف کی بو سے کیا ڈر لگ رہا ہے؟

سوال۔۴ سخی لوگ خدا کی رضا مندی کے لئے کیا کرتے ہیں؟

سوال۔۵ بادشاہ فقیروں کی طرف توجہ کم کرتے ہیں یا زیادہ؟

☆

حافظؔ شیرازی

غزل۔۲

صبا بلطف بگو آن غزالِ رعنا را | کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را
بشکر آنکہ توئی باد شاہِ کشورِ حسن | بیاد آر غریبانِ دشت و صحرا را
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا | تفقّدی نکند طوطیٔ شکر خارا
غرورِ حسن اجازت گر ندادای گُل | کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را
بحسنِ خُلق توان کرد صید اہلِ نظر | بدام و دانہ نگیر ند مرغِ دانا را
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی | بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را
ندانم از چہ سبب رنگِ آشنائی نیست | سہی قدانِ سیہ چشم وماہِ سیما را
جزاین قدرنتوان گفت درجمالِ توعیب | کہ خالِ مہرووفا نیست روئ زیبا را،

در آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظؔ
سماعِ زہرہ برقص آورد مسیحا را

☆

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صبا	پُر وا ہوا	بلطف	نرمی سے
غزالِ رعنا	خوبصورت ہرن، محبوب	کوہ	پہاڑ
بیابان	جنگل	کشور	ملک
بیاد آر	یاد رکھ	دراز	لمبی
تفقُّد	مہربانی	گل	پھول (محبوب)
عندلیب	بلبل	صید	شکار
دام	جال	دانا	عقلمند
بادہ پیمائی	شراب نوشی	سماعِ زہرہ	زہرہ کا گانا
سہی قدان	اچھے قامت والے	عجب	تعجب
جمال	حسن، خوبصورتی	رقص	ناچ

ترجمہ ۔ غزل ۔۲

اے صبا! نرمی سے اس نازنین ہرن سے کہہ دے۔ تو نے ہی ہمارا سر، کوہ و بیابان کے حوالہ کر دیا ہے۔

اس بات کے شکرانے میں، کہ تو ہی مملکتِ حسن کا بادشاہ ہے۔ دشت و صحرا کے،

پردیسیوں کو یاد رکھ۔

شکر فروش (خدا کرے) اس کی عمر دراز ہو کیوں۔شکر خور طوطی پر مہربانی نہیں کرتا ہے؟

اے پھول! شاید حسن کے غرور نے اجازت نہیں دی۔ جو تو عاشق بلبل کی پرسش نہیں کرتا ہے۔

اہل نظر کو حسن اخلاق کے ذریعہ، شکار کیا جاسکتا ہے۔سمجھدار پرند کو جال، اور دانے کے ذریعہ نہیں پکڑتے ہیں۔

جب تو دوست کے ساتھ بیٹھے، اور شراب نوشی کرے۔تو آوارہ دوستوں کو بھی، یاد کرلیا کر۔

نہ معلوم دوستی کا رنگ کیوں نہیں ہے؟۔سیدھے قد والوں، کالی آنکھ والوں، چاند جیسے چہرے والوں میں۔

تیرے حسن میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں بتایا جاسکتا ہے۔کہ حسین چہرے میں مہر و وفا کا تل بھی نہیں ہے۔

کوئی تعجب نہیں اگر حافظؔ کے کلام کو آسمان میں۔زہرہ کا گانا، مسیحا کو وجد میں لے آئے۔

مشق :

مندرجہ بالا اشعار میں سے کوئی بھی دو شعر لکھئے، مشق کیجئے اور یاد کیجئے۔

سوالات :

سوال۔۱ مملکت حسن کی بادشاہی کا شکرانہ کیا ہے؟

سوال۔۲ اہل نظر کا شکار کس طرح کیا جاتا ہے؟

سوال۔۳ دوستوں کی محفل میں شراب نوشی کے وقت کس کو یاد کرنا چاہئے؟

سوال۔۴ حسین چہرے میں کون سا تِل نہیں ہے؟

سوال۔۵ حافظؔ کے کلام سے آسمان میں کیا وقوع پذیر ہو سکتا ہے؟

☆

حافظؔ شیرازی

غزل۔۳

جانان ترا کہ گفت کہ احوالِ ما مپرس
بیگانہ گردو قصّۂ ہیچ آشنا مپرس

آنجا کہ لطفِ شاملِ وخلقِ کریمِ تست
جرم ِ گذشتہ عفوکن و ماجرا مپرس

خواہی کہ روشنت شو دا حوالِ سرِّ عشق
از شمع پرس قصّہ زبادِ صبا مپرس

ہیچ آگہی ز عالمِ درویشیش نبود
آنکس کہ باتو گفت کہ درویش را مپرس

از دلق پوشِ صومعہ نقدِ طلب مجوی
یعنی ز مفلسان سخنِ کیمیا مپرس

در دفترِ طبیبِ خرد بابِ عشق نیست
ای دل بدرد خوکن ونامِ دوا مپرس

نقشِ حقوقِ خدمت واخلاص وبندگی
از لوحِ سینہ محوکن و نامِ ما مپرس

ما قصّۂ سکندر و دار ا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایتِ مہرو و فا مپرس

من ذوقِ دردِعشق تو دانم نہ مُدّ عی
ازشعلہ پرس حال ز پروانہ وا مپرس

حافظؔ رسید موسمِ گُل معرفت مخوان
دریاب نقدِ عمر ز چون وچرا مپرس

☆

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جانان	محبوب	کہ	کس نے
گفت	کہا	احوال	حالات، خیریت
بیگانہ	غیر	آنجا	اس جگہ
لطف	مہربانی	خلق کریم	اچھی عادتیں
جرم	گناہ	گذشتہ	پچھلا
ت	تیرا یا تیری	ماجراء	معاملہ، بات
خواہی	اگر تو چاہتا ہے	روشنت شود	تجھ پر روشن ہو جائے
سرّ عشق	عشق کا راز	ہیچ	کچھ
عالم	دنیا	نبود	نہ تھی یا نہ تھا
آنکس	جس شخص نے	دلق پوش	گدڑی پہننے والا
صومعہ	عیسائیوں کا عبادت خانہ	مفلسان	مفلس کی جمع، غریب
دفتر	کتاب	خرد	عقل
خوکن	عادت ڈال	لوح	تختی

محوکن	مٹا دے	مدّعی	دعویٰ کرنے والا، رقیب
مخوان	مت پڑھ	دریاب	حاصل کر

☆

ترجمہ ۔ غزل۔۳

اے محبوب، تجھ سے کس نے کہا ہے، کہ میرے حالات نہ پوچھ۔ بیگانہ بن جا اور کسی آشنا کی بات نہ پوچھ۔

جہاں کہ تیری عام مہربانی ہے اور بھلے اخلاق ہیں۔ پچھلی خطا کو معاف کر دے، اور گذشتہ بات نہ پوچھ۔

اگر تو چاہتا ہے، کہ عشق کے راز تجھ پر روشن ہو جائیں۔ شمع سے قصّہ پوچھ، بادِ صبا سے نہ پوچھ۔

اس کو درویشی کی دنیا کی، کچھ واقفیت نہ تھی۔ جس نے تجھ سے کہہ دیا ہے، کہ درویش کو نہ پوچھ۔

عبادت خانہ کے گدڑی پہننے والے سے، نقد عیش نہ ڈھونڈ۔ یعنی مفلسوں سے، کیمیا کی بات دریافت نہ کر۔

عقل کے طبیب کی کتاب میں، عشق کا باب نہیں ہے۔ اے دل! درد کی عادت ڈال، اور دوا کا نام نہ پوچھ۔

خدمت اور اخلاص اور بندگی کے حقوق کا نقش۔ سینہ کی تختی سے مٹا دے، اور ہمارا نام نہ پوچھ۔

ہم نے سکندر، اور دارا کے قصّے نہیں پڑھے ہیں۔ ہم سے محبت، اور وفا کے قصّہ کے علاوہ، نہ پوچھ۔

میں تیرے دردِ عشق کا ذائقہ جانتا ہوں، نہ کہ رقیب۔ شعلہ سے حال پوچھ، پروانہ سے نہ پوچھ۔

اے حافظؔ! پھول کا موسم آ گیا معرفت کے قصّے نہ سنا۔ زندگی کا نقد حاصل کر لے، اور چون و چرا کے متعلق نہ پوچھ۔

مشق : مندرجہ بالا غزل کے دو اشعار زبانی یاد کریں اور لکھ کر مشق کریں۔

سوالات :

سوال۔۱ عشق کے راز جاننے کے لئے کس سے پوچھنا چاہئے؟

سوال۔۲ عقل کا طبیب مرض عشق کی دوا نہیں جانتا ہے، تو مریض عشق کو کیا کرنا چاہئے؟

سوال۔۳ عاشق نے کس کے قصّے نہیں پڑھے ہیں؟

سوال۔۴ دردِ عشق کا مزہ عاشق جانتا ہے یا رقیب؟

سوال۔۵ معرفت کے قصّے کا وقت کب نہیں ہوتا ہے؟

سوانح امیر خسروؒ

امیر خسروؒ ۶۵۱ھ میں پٹیالی (ضلع ایٹہ) میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام سیف الدین تھا جو چنگیزی حملوں کی وجہ سے ترک وطن کر کے ہندوستان آ گئے تھے۔خسروؒ نے ہوش سنبھالا تو ابتدائی تعلیم کی ابتداء ہوئی مگر وہ سبق پڑھتے پڑھتے شعر بھی کہنے لگے۔عربی وفارسی میں مہارت حاصل کی اور عروس سخن کے اسیر ہو گئے۔شعروشاعری کا چرچہ ہر طرف ہونے لگا۔یہ بلبن کا زمانہ تھا۔ایک دن بلبن کے بیٹے (بغراخاں) کے دربار میں امیر خسروؒ نے اپنے اشعار پڑھے،شہزادہ نے خوش ہو کر ایک لگن بھر کر روپے عطا کئے۔ان کی شاعری کا شہرہ ایسا ہوا کہ دربار کے خاص شعراء میں شامل ہو گئے۔امیر خسروؒ کے ایک قریبی دوست حسن دہلوی بھی اسی دربار سے منسلک تھے۔دونوں ہی بادشاہ کے ساتھ جنگ میں بھی شامل ہوتے تھے۔ایک مرتبہ بادشاہ مارا گیا تو یہ دونوں دشمنوں کی قید میں چلے گئے۔دوسال کے بعد رہائی ملی۔

امیر خسروؒ نے بلبن کے بعد کئی بادشاہوں کا دور دیکھا۔خلجی حکمرانوں نے دہلی پر حکومت کی اور اس کے بعد تغلقوں نے دہلی پر اپنا پرچم لہرایا۔انہوں نے تمام بادشاہوں کا دور دیکھا اور وہ ان سے وابستہ بھی رہے اور حکومتوں کے اُتار چڑھاؤ سے ان کا واسطہ رہا۔اس کا سبب یہ تھا کہ وہ دربار سے جڑے ہوئے تھے۔امیر خسروؒ کو محبوب الٰہی حضرت

نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ جب انہوں نے حضرت نظام الدین اولیاء کے وصال کی خبر سنی تو بیقرار ہو گئے۔ گریہ وزاری اور نالہ وشیون کرتے ہوئے وہ بنگالہ سے دہلی آ گئے۔ اپنے پیرومرشد محبوب الٰہی کے مزار پر سیاہ کپڑے پہن کر مجاوری کرنے لگے اور تقریباً چھ مہینے کے بعد ۷۲۵ھ میں ان کی وفات ہوگئی اور پیرومرشد کے قریب ہی دفن ہوئے۔

ہندوستان میں امیر خسروؒ سے بڑا کوئی شاعر پیدا نہیں ہوا۔ غزل، مثنوی، رباعی، مرثیہ، قصیدہ، وغیرہ سبھی اصناف سخن میں اپنی قادرالکلامی کے جوہر دکھلائے۔ خسروؒ اگرچہ درباروں سے وابستہ رہے لیکن ان کی شاعری میں تصوف کی چاشنی ملتی ہے۔ مثنوی، غزل، قصیدہ، وغیرہ میں ان کے ہاں تہ دار پہلو ملتے ہیں۔ مثنوی میں اگر صوفیانہ باتیں ہیں تو جنگ و جدل کا بھی ذکر ہے۔ غزل میں عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں ہی رنگ ہیں۔ قصیدہ میں بادشاہوں کی تعریفیں تو کیں مگر ان کے سامنے دست طلب دراز نہیں کیا۔ وہ کہیں نہ کہیں سے صوفیانہ پہلو بھی نکال لیتے ہیں۔ مرثیہ میں اس قدر درد بھر دیتے ہیں کہ سننے والے پر زبردست اثر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ دوسال کی قید میں لکھا گیا مرثیہ جب بلبن کے سامنے خسروؒ نے سنایا، جس کو سن کر بلبن اس قدر رویا کہ اس کو بخار آ گیا اور اسی بخار نے بلبن کو قبر تک پہنچا دیا۔ مختصر یہ کہ امیر خسروؒ فن شاعری کے ان ماہرین کی صف اول میں شمار کئے جاتے ہیں جنھوں نے عربی فارسی شاعری کو اعجاز و ایجاز عطا کیا۔

تصانیف امیر خسروؒ

دیوان جو پانچ حصّوں پر مشتمل ہے ۔(۱)تحفۃ الصغر (۱۹سال کی عمر تک کی شاعری) (۲)وسط الحیات (۲۰ سے ۳۰ سال کی شاعری) (۳) غرۃ الکمال (۳۰ سے ۴۰ سال کی شاعری) (۴) بقیہ نقیہ (بڑھاپے کی شاعری) (۵) نہایۃ الکمال (اس میں زندگی کے آخری دور کی شاعری ہے)۔

امیر خسروؒ نے خمسئہ نظامی (نظاؔمی گنجوی کی پانچ مثنویاں) کے جواب میں پانچ مثنویاں بھی لکھی ہیں۔

(۱) مطلع الانوار ۔ نظاؔمی کے 'مخزن الاسرار' کے جواب میں لکھی۔
(۲) شیرین وخسرو۔ نظاؔمی کے 'خسرو شیرین' کے جواب میں لکھی۔
(۳) مجنوں ولیلیٰ۔ نظاؔمی کے 'لیلیٰ مجنون' کے جواب میں لکھی۔
(۴) آ ئینۂ سکندری۔ نظاؔمی کے 'سکندر نامہ' کے جواب میں لکھی۔
(۵) ہشت بہشت ۔ نظاؔمی کے 'ہفت پیکر' کے جواب میں لکھی۔

ان کے علاوہ امیر خسروؒ کی اور بھی تصانیف ہیں۔ ''قران السعدین''، ''نُہ سپہر''، ''مفتاح الفتوح'' یہ کتابیں ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات زندگی اور ان کے اوصاف پر لکھی گئی ہیں لیکن ان کتابوں کی تاریخی اہمیت بھی بہت ہے۔

''تغلق نامہ''، ''افضل الفوائد''، ''اعجاز خسروی''، ''مناقب ہند''، ''تاریخ

دہلی'' بھی خسروؒ کی تصانیف ہیں۔

امیر خسروؒ ''سبک ہندی'' کے بانی ہیں۔انھوں نے ہندوستان میں فارسی ادب میں ہندی طرز کو شامل کیا۔ ہندی الفاظ کو فارسی میں جگہ دی۔امیر خسروؒ اگر چہ مثنویوں کے سبب جانے جاتے ہیں مگر ان کی غزلوں نے ہندوستان وایران کے شاعروں کے دلوں کو چھولیا ہے۔

امیر خسروؒ نے اپنی غزلوں میں عشق حقیقی اور عشق مجازی دونوں کا استعمال کیا ہے۔ ان کی غزلیں اتنی مشہور ومعروف ہیں کہ قوالی اور غزل سرائی کی جان سمجھی جاتی ہیں۔آج بھی ان کا صوفیانہ کلام روحانی محفلوں میں ذوق وشوق سے پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ان کا یہ شعر عشق حقیقی کی زندہ مثال ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

☆

امیر خسروؒ

(iii) غزل ۔۱

سَری دارم کہ سامان نیست اورا — بہ دل دردی کہ درمان نیست اورا
بہ راہ انتظارم ہست چشمی — کہ خوابی ہم پریشان نیست اورا
فرامش کرد عمرم روز را زآنک — شبی دارم کہ پایان نیست اورا
مرا ملکی است ای سلطان خوبان — کہ جز دلہا ویران نیست اورا
خطت نوخیز ولب سادہ از آنست — خوش آن مضمون کہ عنوان نیست اورا
رخی داری کہ یگانہ در نکوئی — کہ ثانی ماہ تابان نیست اورا
ز خسروؒ او مپیچ ارگشت ناچیز — خیالی ہست اگر جان نیست اورا

مشکل الفاظ اوران کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سامان	راحت،آرام، قرار	درمان	علاج، معالجہ،چارہ
راہ	راستہ	چشم	آنکھ

خواب	نیند	گریہ	رونا
ماندن	رہنا، ہونا	فراموش کردن	بھولنا
روز	دن	شب	رات
پایان	انتہا	ملکی	بادشاہت
سلطان	بادشاہ	دلہا	دل کی جمع
نوخیز	نوجوان	لب	ہونٹ
خوش	اچھائی	رخ	چہرہ
یگانہ	یکتا	نکوئی	نیکی
ثانی	دوسرا	ماہ	چاند
تابان	چمکدار	رو	چہرہ
مپیچ	مت موڑ	ار	اگر
گشت	ہوا	خیال	گمان، وہم

ترجمہ ۔ غزل ۔۱

(ا) میرے پاس وہ سر ہے جس کو راحت و آرام اور قرار نہیں، دل میں ایسا درد ہے جو بے علاج ہے۔

(۲) میری آنکھیں انتظار کی راہوں میں ایسی محو ہیں کہ نیند نے بھی اس کو پریشان نہیں کیا۔

(۳) اپنی عمر میں، میں دن کو بھول ہی گیا اس بناء پر کہ میری رات ایسی لمبی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۴) اے دلوں کے بادشاہ میری ایسی مملکت ہے جس میں ویران دلوں کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں۔

(۵) تیرے نئے نئے خط اور سادے ہونٹوں کی خوبصورتی کے بارے میں کیا کہا جائے، وہ ایسا عمدہ مضمون ہے جس کو کوئی عنوان نہیں دیا جاسکتا ۔

(٦) تیرا چہرہ حسن میں وہ یکتائی رکھتا ہے کہ ماہ تابان میں بھی اس کا ثانی ہونے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہے۔

(۷) خسروؔ سے چہرہ مت پھیر اگر چہ وہ ناچیز ہو گیا ہے وہ ایک خیال (واہمہ) تو ہے اگر چہ اس میں جان نہیں ہے۔

مشق : مذکورہ بالا اشعار میں سے دو شعر لکھئے، مشق کیجئے اور یاد کیجئے۔

سوالات :

سوال۔۱ محبوب کا چہرہ کیوں قابل رشک ہے؟

سوال۔۲ پوری دنیا کس پر فریفتہ ہے؟

☆

امیر خسروؒ

غزل۔۲

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش ای دل کہ فردا بر سر بازار عشق
مژدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست

نا خدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش
ما خدا داریم ، ما را نا خدا درکار نیست

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند
آری آری می کنم، با خلق ما را کار نیست

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مرا	مجھ کو	درکار	ضرورت
گشتہ	ہوا	حاجت	ضرورت
سر بالین	سرہانہ	بالین	بستر کا کنارہ
زنار	وہ دھاگا جو ہندو لوگ گلے میں پہنتے ہیں		

برخیز	اٹھ جا	دارو	دوا،علاج
بجز	علاوہ	شاد	خوش
باش	ہو	فردا	کل
مژدہ	خوش خبری	گر	اگر
گو	کہہ دو	ماداریم	ہم رکھتے ہیں
مارا	ہم کو	خلق	مخلوق
می گوید	کہتا ہے	بت پرستی	بت کو پوجنا
آری	ہاں	کار	کام
نیست	نہیں	می کند	کرتا ہے

ترجمہ ـ غزل ۲

(۱) میں عشق میں اتنا ڈوب چکا ہوں کہ نہ تو مجھے کافر کہنے کا اثر پڑتا ہے اور نہ (ظاہری) مسلمان بننا چاہتا ہوں، میری ہر رگ جاں تار بن چکی ہے اور مجھے زنار (یعنی علامت کفر) کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا، عشق کے مریض کا علاج دیدار کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔

(۳) اے دل! خوش ہو جا کیونکہ کل عشق کے بازار میں قتل کی خوشخبری ہے اگر چہ دیدار کا وعدہ نہیں ہے۔

(۴) ہماری کشتی میں اگر ناخدا نہیں ہے تو کہہ دو کہ نہ ہو نہ سہی ہم خدا رکھتے ہیں ہم کو ناخدا کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۵) مخلوق کہتی ہے کہ خسؔرو بت پرستی (بتوں کی پوجا) کرتا ہے، ہاں ہاں میں کرتا ہوں مخلوق سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

مشق :

مندرجہ بالا اشعار میں سے دو شعر لکھئے، مشق کیجئے اور زبانی یاد کیجئے۔

سوالات :

سوال۔۱ شاعر کو زنّار کی حاجت کیوں نہیں ہے؟

سوال۔۲ عشق کے دردمند کا علاج کیا ہے؟

سوال۔۳ بازارِ عشق میں کس چیز کی خوش خبری ہے؟

سوال۔۴ کشتی میں ناخدا کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟

سوال۔۵ مخلوق خسؔرو کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

☆

امیر خسروؒ

غزل۔۳

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری
ہر چند وصفت می کنم درحسن زان زیبا تری

ہرگز نیاید درنظر نقشی ز رویت خوب تر
شمسی ندانم یا قمر حوری ندانم یا پری

آفاق راگردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیارخوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

عالم ہمہ یغمای تو خلق خدا شیدای تو
آن نرگس رعنای تو آوردہ کیش کافری

ای راحت آرام وجان باقدچون سروروان
زینسان مرودامن کشان کارام جانم میبری

عزم تماشا کردہ ای آہنگ صحرا کردہ ای
جان و دلِ ما بردہ ای اینست رسم دلبری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
خسروؒ غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زیبا	خوبصورت	رُویت	تیرا چہرہ
شمس	سورج	قمر	چاند
آفاق	دنیا	مہر	محبت
خوبان	حسین	زین سان	اس طرح
آہنگ	ارادہ	بردن	لے جانا
یغما	لوٹ (شیدا)	شیدا	عاشق
کیش	مذہب	گدا	فقیر، مفلس
باشد	چاہیے	بنگر	دیکھنا

ترجمہ ۔ غزل ۔۳

(۱) اے محبوب تیرا خوبصورت چہرہ آزر کے بتوں کے لئے باعث رشک ہے میں تیری تعریف چاہے جتنی کروں تو حسن میں اس سے بڑھ کر ہے۔

(۲) میری نگاہوں میں تیرے چہرے سے زیادہ خوبصورت کوئی نقش نہیں دکھائی دیا نہ تو میں کسی سورج کو جانتا ہوں نہ چاند کو نہ حور اور پری کو جو تجھ سے زیادہ خوبصورت ہو۔

(۳) میں پوری دنیا میں گھوما ہوں اور معشوقوں سے عشق بھی کیا ہے، بہت سے حسین بھی دیکھے ہیں لیکن تو کوئی اور ہی چیز ہے۔

(۴) پوری دنیا تیری محبت کے پنجے میں گرفتار ہے اور مخلوق تجھ پر فریفتہ ہے، اے نرگس رعنا تو ظلم وستم کے اعتبار سے مذہب کافری لایا ہے۔

(۵) اے جان کی راحت اور اے سرِ وروان کے قامت والے میرے محبوب اس طرح دامن چھڑا کے مت جا۔ اے آرام جان تم تو میری جان لئے جاتے ہو۔

(۶) تم نے سیر وتفریح کا ارادہ کر کے جنگل جانے کی ٹھان لی میرے دل و جان کو لوٹ لیا کیا یہی محبت کی رسم ہے،

(۷) میں تُو ہو گیا تُو میں ہو گیا میں جسم ہو گیا اور تُو روح ہو گیا تا کہ اس کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ میں اور ہوں اور تُو غیر ہے۔

(۸) خسروؔ جو غریب اور ایک مسافر ہے تیرے شہر میں پڑا ہوا ہے تجھے خدا کے واسطے اس غریب الوطن پر بھی ایک نگاہ ڈالنی چاہیئے۔

☆

مشق :

مندرجہ ذیل اشعار میں سے دو شعر لکھیں، مشق کریں اور زبانی یاد کریں۔

سوالات :

سوال۔۱ محبوب کا چہرہ کس کے لئے قابلِ رشک ہے؟

سوال۔۲ عاشق دامن چھڑانے سے منع کیوں کرتا ہے؟

سوال۔۳ شاعر کا محبوب کہاں جانے کا ارادہ کر رہا ہے؟

سوال۔۴ خسروؔ آخری شعر میں محبوب سے کیا مطالبہ کرتے ہیں؟

سوال۔۵ پوری دنیا کس پر فریفتہ ہے؟

☆

مثنوی

مثنوی کا لفظ عربی کے لفظ مثنیٰ سے بنا ہے اور مثنیٰ کے معنیٰ دو دو کے ہیں اصطلاح میں بیت کے لحاظ سے ایسی صنف سخن اور مسلسل نظم کو کہتے ہیں جس کے شعر میں دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ بدل جائے لیکن سارے اشعار ایک ہی بحر میں ہوں مثنوی میں عموماً لمبے لمبے قصے بیان کئے جاتے ہیں نثر میں جو کام ایک ناول سے لیا جاتا ہے شاعری میں وہی کام مثنوی سے لیا جاتا ہے یعنی دونوں ہی میں کہانی بیان کی جاتی ہے۔ مثنوی ایک وسیع صنف سخن ہے جس میں تاریخی، اخلاقی اور مذہبی مضامین سموئے جاتے ہیں۔

مثنوی عموماً چھوٹی بحروں میں کہی جاتی ہے اور اس کے لئے چند بحریں مخصوص بھی ہیں اور شعراء عموماً اس کی پاسداری بھی کرتے ہیں لیکن مثنوی میں شعروں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں ہے کچھ مثنویاں تو کئی کئی ہزار اشعار پر مشتمل ہیں فارسی میں، عطاؔر، نظاؔمی، مولانا روؔم، خسروؒ، جاؔمیؒ، اور فیضؔی وغیرہ نے عمدہ مثنویاں لکھی ہیں۔

☆

(iv) سوانح مولانا جلال الدین رومیؒ

مولانا جلال الدین رومی سلطان العلماء بہاء الدین محمد بن حسین الخطیبی ۶۰۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی ان کی وفات کے بعد سید برہان الدین ترمذی سے کسب فیض کیا۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں انتقال ہوا اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

رومیؒ کی سب سے اہم تخلیق مثنوی شریف ہے، تقریباً چھبیس ہزار اشعار اور چھ دفتروں پر مشتمل مثنوی ان کے افکار و خیالات کا گراں قدر سرمایہ اور ان کے اشعار کا عمدہ مجموعہ ہے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ فارسی زبان میں تصوف کا شاہکار ہے۔ مثنوی شریف مسلسل منظوم حکایات پر مبنی ہے۔ ان حکایات کے ذریعہ مذہبی اور عرفانی نتائج اخذ کئے گئے ہیں وہ تمثیل کے پیرایہ میں سیدھی سادی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی وغیرہ کی صوفیانہ شرح و تفسیر بھی کرتے ہیں۔ اگرچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ مثنوی شریف تصوف کی پہلی مثنوی نہیں ہے اور اس سے پہلے سنائیؒ اور عطارؒ وغیرہ صوفیانہ عقائد و افکار کی شرح میں عمدہ مثنویاں تصنیف کر چکے تھے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ رومیؒ کا اپنا ایک الگ رنگ و آہنگ ہے اور انھوں نے صوفیانہ افکار و عقائد کی

تشریح میں جو سبک اختیار کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔مثنوی شریف کی مقبولیت،اہمیت اورافادیت کی وجہ سے اس کی مختلف شرحیں فارسی،ترکی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں تحریر کی گئیں اور دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کے ترجمہ بھی ہوئے ہیں۔صرف ہندوستان میں اس کے کئی منظوم ومنثور ترجمے ہوئے،سچ ہی کہا گیا ہے۔

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآن درزبان پہلوی

☆

انتخاب از مثنوی مولانا رومؒ

عتاب کردن حق تعالی بموسیٰ علیہ السّلام بہر شبان

وحی آمد سوئی موسیٰ ؑ از خدا — بندۂ ما را زما کردی جُدا

تو برائی وصل کردن آمدی — نی برائی فصل کردن آمدی

تا توانی پا مَنِہ اندر فراق — کَاَبغَضُ الاَشیَاءِ عِندِیْ الطّلَاقِ

ہر کسی را سیرتی بنہادہ ایم — ہر کسی را اِصطلاحی دادہ ایم

در حقِ اُو مَدح در حقِّ تو ذَم — در حقِ اُو شہد و در حقِّ تو سَم

در حقِ اُو نور در حقِّ تو نار — در حقِ اُو ورد در حقِّ تو خار

در حقِ اُو نیک در حقِّ تو بد — در حقِ اُو خوب در حقِّ تو رَد

ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ — از گران جانی و چالاکی ہمہ

من نکردم امر تا سُودی کُنم — بلکہ تا بر بندگان جودی کُنم

ہندیان را اِصطلاحِ ہند مدح — سِندیان را اِصطلاحِ سِند مدح

من نگردم پاک از تسبیحِ شان — پاک ہم ایشان شوند وُدُر فشان

ما برون را ننگریم و قال را — ما درون را بنگریم و حال را

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بُوَد　　گرچہ گفتِ لفظ نا خاضِع بُوَد

زان کہ دل جوہر بود گفتن عَرض　　پس طفیل آمد عَرض جوہر غرض

چند ازین اَلفاظ و اِضمار و مجاز　　سُوز خواہم سُوز با آن سُوز ساز

آتشی از عشق در جان بر فروز　　سَر بَسر فکر و عبَارت را بسُوز

موسیا آداب دانان دیگر اند　　سوختہ جان و روانان دیگر اند

عاشقان را ہر زمان سوزید نیست　　بَردہِ و یران خراج و عُشر نیست

در خطا گوید وُراخاطی مگو　　گر بُوَد پُر خون شہید آن را مَشُو

خون شہیدان را از آب اولیٰ ترست　　این خطا از صد صواب اولیٰ ترست

در درونِ کعبہ رسمِ قبلہ نیست　　چہ غم ار غوّاص را پا چیلہ نیست

تو ز سَر مَستان قلاؤ زی مجو　　از رفو مرجا مہ چاکان را مگو

ملّتِ عشق از ہمہ ملّت جُدا است　　عاشقان را مذہب و ملّت خدا است

مشکل الفاظ اوران کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وحی : اللہ پاک کا حکم جو فرشتوں کے ذریعہ نبیوں کے پاس آتا ہے			
آمد	آیا، آئی	جدا	الگ
وصل	ملنا	فصل	دوری، جدائی

ناتوانی	جب تک ہوسکے	منہ	مت رکھ
فراق	جدائی	کس	شخص
ذم	برائی	نار	آگ
سَم	زہر	بد	برا
خار	کانٹا	بری	آزاد
گران	وزنی، بھاری	چالاکی	چستی

ترجمہ ۔ چرواہے کی وجہ سے موسیٰؑ کا اللہ کا عتاب کرنا

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت موسیٰؑ پر وحی آئی۔تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کردیا۔

تو مِلانے کے لئے آیا ہے۔جدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے۔

جب تک ہو سکے جدائی میں قدم نہ رکھ۔اس لئے کہ طلاق میرے نزدیک بری چیزوں میں سے سب سے بری ہے۔

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے۔ہم نے ہر شخص کو ایک اِصطلاح دی ہے۔

اس کے حق میں تعریف ہے اور تیرے حق میں برائی ہے۔اس کے حق میں وہ شہد ہے اور تیرے حق میں وہ زہر ہے۔

اس کے حق میں وہ نور ہے تیرے حق میں آگ ہے۔اس کے حق میں وہ گلاب کا

پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے۔

اس کے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بری ہے۔اس کے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے۔

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزّہ ہیں۔سستی اور چستی سب سے (منزّہ ہیں)۔

میں نے حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اٹھاؤں۔بلکہ اس لئے کہ بندوں پر بخشش کروں۔

ہندوستان والوں کے لئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے۔سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے۔

میں ان کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں۔وہی پاک اور موتی برسانے والے بن جاتے ہیں۔

ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں۔ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں۔

ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنے والا ہو۔اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو۔

اس لئے کہ دل جوہر ہے،اور کہنا عرض ہے۔تو عرض ضمنی چیز ہے،جوہر مقصود ہے۔

یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟۔میں سوز ہی سوز چاہتا

ہوں،سوز سے موافقت کر۔

عشق کی آگ، جان میں روشن کر۔غور وفکر اور عبارت کو بالکل جلا دے۔

اے موسیٰ ؑ ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں۔سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں۔

عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے۔اُجاڑ گاؤں پر خراج اور عشر نہیں ہے۔

اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اس کو خطا وار نہ کہہ۔اگر شہید خون میں لتھڑا ہوا اس کو نہ دھو۔

شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے۔یہ غلطی سیکڑوں صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے۔

کعبہ کے اندر قبلہ رو ہونے کی رسم نہیں ہے۔اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر۔جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر۔

عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے۔عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے۔

مشق :

۱۔ مندرجہ بالا مثنوی کے دو شعر لکھ کر مشق کریں اور زبانی یاد کریں۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو لکھ کر مشق کریں۔

عتاب	وحی	موسیٰ	فراق	اصطلاح	خار
گراں	چالاکی	مدح	بود	سوز	عبارت
دانا	سوختہ	صواب	خطا	صد	غواص

سوالات :

مندرجہ بالا مثنوی کے دو شعر لکھ کر مشق کریں اور زبانی یاد کریں۔

سوال۔۱ حضرت موسیٰؑ پر وحی کس کی طرف سے آئی؟

سوال۔۲ طلاق بری چیز ہے یا اچھی؟

سوال۔۳ موسیٰؑ پر خفگی خدا کس وجہ سے ہوئی؟

سوال۔۴ موسیٰؑ کو خدا نے وصل کے لئے بھیجا یا فصل کے لئے؟

سوال۔۵ اشعار میں عشق کے بارے میں عاشق کو کیا نصیحت کی ہے؟

☆

Unit - I (iii)

علامہ اقبالؔ

ڈاکٹر سر محمد اقبالؔ بیسویں صدی کے ایک معروف شاعر، مصنف، قانون دان، سیاستداں اور عظیم مفکر تھے، علامہ اقبال ۹ر نومبر ۱۸۷۷ء کو برطانوی ہندوستان کے شہر سیالکوٹ میں شیخ نور محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ اقبال کے آباء واجداد قبول اسلام کے بعد اٹھارویں صدی کے آخر یا انیسویں صدی کے اوائل میں کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آئے اور محلّہ کھیتیاں میں آباد ہوئے اور یہیں علامہ اقبال کی پیدائش ہوئی، علامہ نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی اور مشن ہائی اسکول سے میٹرک اور سیالکوٹ سے ایف اے کا امتحان پاس کیا، زمانۂ طالب علمی میں انہیں میر حسنؔ جیسے استاد ملے جنہوں نے ان کی صلاحیتوں کو بھانپ لیا اور ان کی صحیح رہنمائی کی، شعر وشاعری کے شوق کو فروغ دینے میں مولوی میر حسن کا بڑا دخل تھا۔ ایف اے کرنے کے بعد وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور چلے گئے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور ایم اے کے امتحانات پاس کیے۔ یہاں ان کو پروفیسر آرنلڈؔ جیسے فاضل اور شفیق استاد مل گئے ۱۹۰۵ء میں علامہ اقبالؔ تعلیم کے لئے انگلستان چلے گئے اور کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور پروفیسر براؤن جیسے فاضل

اساتذہ سے رہنمائی حاصل کی۔ بعد میں وہ جرمنی چلے گئے جہاں میونخ یونیورسٹی سے فلسفہ میں پی.ایچ.ڈی.کی ڈگری حاصل کی۔

ابتداء میں انہوں نے ایم.اے.کرنے کے بعد اورینٹل کالج لاہور میں تدریس کے فرائض انجام دیئے لیکن بعد میں بیرسٹری کو مستقل طور پر اپنا پیشہ بنایا۔ وکالت کے ساتھ ساتھ آپ شعروشاعری بھی کرتے رہے ۱۹۲۶ء میں اقبالؔ پنجاب لجسلیٹو اسمبلی کے ممبر چنے گئے۔۱۹۳۱ء میں انہوں نے گول میز کانفرس میں شرکت کرکے مسلمانوں کی نمائندگی کی اور ۱۳/اپریل ۱۹۳۸ء میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملت اسلامیہ کو سوگوار کر دیا۔

علاّمہ اقبالؔ کی فارسی شاعری کی خصوصیات کا کماحقہٗ جائزہ اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں صرف ان کے فارسی کے کلام مختلف مجموعوں یعنی ''اسرارخودی''،''رموز بیخودی''، ''پیام مشرق''،''زبورعجم''،''جاویدنامہ''،''پس چہ باید کرد''اور''ارمغان حجاز'' کا مختصر تعارف پیش ہے۔

''پیام مشرق''(۱۹۲۳ء)نظموں غزلوں اورقطعات پر مشتمل ہے اس کے دیباچہ میں خوداقبالؔ نے کہاہے کہ اس کی تصنیف کا محرک جرمن حکیم گوئٹے کا مغربی دیوان ہے۔ ''پیام مشرق'' کے موضوعات بھی وہی ہیں جومثنوی کی صورت میں اسرار ورموز میں زیر بحث لائے گئے ہیں ان میں خودی اور بیخودی اوران کے دیگر متعلقات ولوازمات مثلاً عشق،عقل،جنون،سخت کوشی،عمل پیہم،یقین کامل اورفقرواستغناء کا تذکرہ نظم،مخمس مسدس اور

دیگر اصناف کی صورت میں کیا گیا ہے۔

''پیامِ مشرق'' میں اقبالؔ کے افکار میں پختگی اور عظمت کا احساس ہوتا ہے اور ساتھ ہی شعریت کے اعتبار سے بھی یہ اسرار اور رموز دونوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

''زبورِ عجم'' (۱۹۲۷ء) میں اپنا فلسفۂ حیات بقول عبدالواحد ''راگ اور نغمے'' کے پیکر میں پیش کیا ہے، ''زبورِ عجم'' کے چار حصّے ہیں پہلا اور دوسرا غزل اور نظموں پر مشتمل ہے، تیسرے حصّے میں ''گلشنِ راز جدید'' کے عنوان سے ایک مثنوی ہے جو شیخ محمودؔ شبستری کی مشہور تصنیف ''گلشن راز'' سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے آخری حصے کا عنوان ''بندگی نامہ'' ہے یہ بھی مثنوی کے قالب میں ہے۔ زبور کی اہمیت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اقبالؔ نے خود اس کے پڑھنے کی تلقین اپنے ایک اردو شعر میں اس طرح کی ہے۔

اگر ہے ذوق تو خلوت میں پڑھ ''زبورِ عجم''
فغانِ نیم شبی ہے نوائے راز نہیں

''جاوید نامہ'' ڈانتے کی ''ڈیوائن کامیڈی'' شیخ محی الدین عربی کی ''فتوحاتِ مکیہ'' اور ابوالعلا معری کے رسالہ ''الغفران'' سے متاثر ہو کر لکھا گیا ''ڈیوائن کامیڈی'' اور فتوحاتِ مکیہ میں زیادہ تر توجہ بقائے حیاتِ انسانی کے مسئلے پر دی گئی ہے کتاب کے آخر میں ''خطاب بہ جاوید'' کے عنوان سے شاعر نے نژادِ نو کو پیغامِ حیات دیا ہے۔

جس میں زندگی اور موت، حیات و کائنات، عقل و عشق، علم و فکر، فقر و درویشی اور

خودی وبیخودی کے وہ سارے مسائل زیر بحث ہیں جو اقبال کی فکر کے اہم اجزاء ترکیبی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

''پس چہ باید کرد ای اقوام شرق'' (۱۹۳۶ء) کی شان تصنیف یہ ہے کہ ایک مرتبہ علامہ بغرض علاج بھوپال تشریف لے گئے ۔۳/اپریل ۱۹۳۶ء کی رات کو انہوں نے سر سید احمد خان کو خواب میں دیکھا۔ سر سید نے ان سے کہا کہ اپنی علالت کا ذکر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کرو اس کے بعد اقبال نے بارگاہ رسالت میں کچھ شعر پیش کئے۔ تاہم انہوں نے بعد میں ملک وملت کے درپیش مسائل اور اس وقت کے سیاسی تناظر میں وقتاً فوقتاً کچھ اور اشعار بھی کہے جن کو یکجا کر کے مثنوی ''چہ باید کرد ای اقوام شرق'' کے نام سے شائع کی، یہ مثنوی اگر چہ مختصر ہے لیکن مضامین کی نوعیت، فکر، بصیرت اور فنی پختگی کے لحاظ سے ایک جامع تصنیف ہے۔

''ارمغان حجاز'' یہ شاعر مشرق کی اس طویل فکری مسافت کی آخری منزل ہے جس کا آغاز ''اسرار خودی'' سے ہوا تھا عمر کے آخری ایام میں علامہ کے قلب مضطر میں روضۂ اطہر کی زیارت کا ولولہ تڑپ رہا تھا لیکن علالت مانع سفر تھی اقبال کے طائر تخیل کے لئے جب ہفت افلاک کی حدود تنگ تھیں تو ہندوستان سے عرب تک کا سفر کس شمار میں تھا لہٰذا ان کا طائر فکر ذہنی اور تخیلی طور پر روضۂ حضور کی زیارت کرتا ہے اس طرح ہم اس کتاب کو ذہنی سفر نامۂ حجاز سے تعبیر کر سکتے ہیں ''ارمغان حجاز'' پانچ حصّوں میں ہے۔

علامہ اقبالؔ کے کلام کا مطالعہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ وہ آنے والے قافلہ کے طائر پیش رو تھے۔ انہوں نے ملت کو نویدِ بہار دی اس کی مردہ رگوں میں زندگی کی حرارت پیدا کی رومیؔ کی طرح اسرارِ حیات فاش کیے اور فتنۂ عصر رواں کا وہی توڑ کیا جو رومیؔ نے دور قدیم میں کیا تھا۔ یہ نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ اس دانائے راز نے اپنے جاندار اور حیات بخش فلسفے سے اپنی افسردہ اور شکست خوردہ ملت کو ایک نئی زندگی کا پیغام دیا۔ اس کی اقدار زندگی کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس کو ایک نصب العین سے آشنا کیا اور اس نصب العین کے حصول کے لئے ایک منظّم ضابطۂ حیات پیش کیا مگر یہ حقیقت اپنے جگہ اٹل ہے کہ انہوں نے اپنے پیغام کو حرف وصوت اور تخیل ونغمہ کے جس دلآویز قالب میں ڈھالا وہ کم شاعروں کو نصیب ہوا ہے وہ دنیا کے ان عظیم شعرا میں ہیں جن کا کلام فلسفہ وشعر کی ہم آہنگی کا شاہکار رہے۔ ان کے کلام میں فکرِ بلند کے ساتھ ساتھ جذبے کی حرارت بھی ہے اور شعورِ حسن کی دولت بیکراں بھی۔ علامہ کا فارسی کلام نہ صرف ان کے فلسفۂ حیات کی مکمل تفسیر ہے بلکہ ان کے جمالیاتی ذوق کی بھی پوری طرح آئینہ داری کرتا ہے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ علامہ کا تعارف بین الاقوامی سطح پر ان کی فارسی شاعری کا مرہون منت ہے۔

حد تو یہ ہے کہ بنیادی طور پر کلاسیکی زبان میں اظہار فکر کرتے کرتے بعض جگہ وہ جدید فارسی کے الفاظ واصطلاحات نہایت چابکدستی سے استعمال کر جاتے ہیں جس کی بنیاد پر ان کے ایرانی نقاد بھی ان کی زباندانی کے معترف ہیں۔

نظم کی تعریف

نظم عربی زبان کا لفظ ہے۔لغت نویسوں نے نظم کے معنیٰ لڑی میں پرونا بتائے ہیں۔بعض حضرات کے نزدیک انتظام،ترتیب اور آرائش کا عمل بھی نظم کہلاتا ہے۔علمائے ادب نے متفقہ طور پر کلامِ موضوع کو نظم قرار دیا ہے اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ نظم ایسی شاعرانہ تخلیق ہے جس میں شاعر کسی تصور کو موضوع اور ربط و تسلسل کے ساتھ بیان کرتا ہے اور نظم کا لفظ ادبی اصطلاح میں دو معنوں میں استعمال ہوتا رہا ہے۔اوّل یہ کہ نظم وہ صنف ہے جو نثر کے برعکس ہوتی ہے یعنی نظم کے اسالیب اور ہئیت کے لحاظ سے نثر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔دویم یہ کہ صنفِ غزل کو چھوڑ کر باقی تمام اصناف نظم کے دائرے میں آتی ہیں۔ جن میں مثنوی، مرثیہ، قصیدہ، رباعی، مسدس اور قطعہ وغیرہ شامل ہیں۔یعنی غزل کی طرح نظم کی کوئی ایک مخصوص ہئیت مقرر نہیں ہے۔

غزل کے برعکس نظم ایک ایک مصرعے سے مل کر بنتی ہے۔نظم کسی ایک موضوع یا مفہوم پر مشتمل ہوتے ہوئے بھی اپنے تسلسل سے منسلک رہتی ہے۔فارسی نظم نگاروں میں جامع کمال شعراء گذرے ہیں جن میں ایرجؔ مرزا، ملک الشعراء بہارؔ، پروینؔ اعتصامی، پژمانؔ، نیماؔ یوشیج، فرخیؔ یزدی وغیرہ بہت مشہور و معروف ہیں۔

☆

Unit - III (v)

انتخاب از اشعار اقبال

(۱) ''فصل بہار''

(۱)

خیز کہ در کوہ و دشت خیمہ زد ابر بہار
مست ترنم ہزار۔طوطی و دراج و سار
بر طرف جوئبار کشت گل و لالہ زار
چشم تماشا بیار
خیز کہ در کوہ و دشت خیمہ زد ابر بہار

(۲)

خیز کہ در باغ و راغ قافلۂ گل رسید
باد بہاران وزید مرغ نوا آفرید
لالہ گریبان درید حسن گل تازہ چید
عشق غم نو خرید
خیز کہ در باغ و راغ قافلۂ گل رسید

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خیز	اٹھ	کوہ	پہاڑ
دشت	جنگل	چشم	آنکھ
فصل	موسم	دُرّاج	تیتر
سار	خوش آواز سیاہ پرند	طرف	کنارہ
جوئبار	نہر	کشت	بونا، اگنا، کھیت
گُل	پھول	لالہ	پھول
تماشا	منظر	وزید	چلا، چلی
مرغ	پرند	نوا	آواز
درید	پھاڑا	حسن	خوبصورتی
تازہ	نیا	چید	چُنا
نو	نیا	خرید	خریدا
راغ	جنگل	رسید	پہنچا

☆

ترجمہ ۔ فصل بہار (۱)

اٹھو! (اور دیکھو) کہ پہاڑ اور جنگلوں میں موسم بہار خیمہ زن ہے اور ہر طرف بہار نے ڈیرہ ڈال دیا ہے۔طوطی، تیتر اور خوش آواز سیاہ پرندے بہار کی آمد پر خوشی اور مستی کے گیت گا رہے ہیں اور نہروں کے کناروں پر باغیچے لگے ہوئے ہیں اور پھلواریاں کھل رہی ہیں۔ان خوبصورت نظاروں کو دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کہسار و صحرا میں موسم بہار نے ڈیرہ ڈال دیا ہے۔

ترجمہ ۔ فصل بہار (۲)

اٹھو (اور دیکھو) کہ باغ اور صحرا میں گلوں کا موسم آچکا ہے۔موسم بہار کی ہوائیں چل رہی ہے۔ایسے میں لالہ نے بھی اپنا گریبان چاک کر لیا ہے اور چمن کے تازہ پھولوں کا نکھار اور حسن عروج پر ہے اور سبھی محبت کے غم میں گرفتار معلوم ہوتے ہیں یعنی باغ کے تمام پرندے حسن چمن کے دیوانے ہو رہے ہیں۔اٹھو (اور دیکھو) کہ باغ اور صحرا میں گلوں کا موسم آچکا ہے۔

مشق :

۱۔ مندرجہ بالا دو بندوں میں سے ایک بند کو لکھ کر مشق کریں اور زبانی یاد کریں۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو لکھ کر مشق کریں۔

طوطی	فصل	دُرّاج	چشم	کوہ	دشت
خیمہ	قافلہ	مرغ	تازہ	مست	راغ

سوالات :

سوال۔۱ اوّل بند کی تشریح کیجئے؟

سوال۔۲ شاعر کے موسم بہار کی منظر کشی کو اپنے الفاظ میں لکھئے؟

سوال۔۳ کون کون سے پرندے مست ہو کر گا رہے ہیں؟

سوال۔۴ دوسرے بند کی اپنے الفاظ میں تشریح کیجئے؟

سوال۔۵ نہر کے کنارے کیا اگ رہا ہے؟

سوال۔۶ ابر بہار کہاں کہاں خیمہ زن ہے؟

سوال۔۷ قافلۂ گل کہاں پہنچا ہے؟

سوال۔۸ حسن نے کیا چیز چُنی ہے؟

سوال۔۹ عشق نے کیا خریدا ہے؟

☆

محاورہ مابین خدا و انسان

(۱) خدا

من از آب و گل یک جہاں آفریدم　　تو ایران و تاتار و زنگ آفریدی
من از خاک پولاد ناب آفریدم　　تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
تبر آفریدی نہال چمن را
قفس ساختی طائر نغمہ زن را

(۲) انسان

تو شب آفریدی چراغ آفریدم　　سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی　　خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

☆

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

مابین	درمیان	من	میں
از	سے	آب	پانی
و	اور	گِل	مٹی
یک	ایک	آفرید	پیدا کیا
م	میں	خاک	مٹی
پولاد	فولاد (لوہا)	ناب	خالص
شمشیر	تلوار	تفنگ	بندوق
تبر	ایک قسم کی کلہاڑی	نہال	پودا
چمن	باغ	قفس	پنجرہ
طائر	پرندہ	را	کو
شب	رات	چراغ	دِیا
سِفال	مٹی کا برتن	ایاغ	شراب کا پیالہ
بیابان	جنگل	کوہسار	پہاڑی علاقہ
راغ	جنگل	خیابان	پارک، چمن، کیاری

ترجمہ (۱) ۔ خدا

خدا انسان سے کہہ رہا ہے کہ میں نے دنیا کو ایک طینت (پانی اور مٹی) سے پیدا کیا ہے۔اس جہان میں سب برابر اور یکساں ہیں لیکن اے انسان تو نے اس دنیا میں لوگوں کو ایرانی، تاتاری اور زنگی جیسے مختلف ناموں میں بانٹ دیا ہے۔میں نے خالص فولاد پیدا کیا ہے تو نے اس فولاد سے تیر، تلوار اور تفنگ بنا ڈالے۔اے انسان تو نے اپنی بے رحم فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر چمن کے درختوں کو کاٹنے کے لئے اسی فولاد سے کلہاڑی بنا ڈالی اور خوش الحان پرندوں کو قید کرنے کے لئے اس فولاد سے ان کے پنجرے بھی بنا دئے۔

ترجمہ (۲) ۔ انسان

خداوند تعالیٰ کی ایسی بات سن کر انسان اپنے جواب میں کہتا ہے۔اے خدا تو نے رات بنائی تو میں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے اس رات کی تاریکیوں میں روشنی بکھیر نے کے لئے چراغ بنائے۔اے خدا تو نے مٹی پیدا کی تو میں نے اسی مٹی سے پیالہ اور دوسرے برتن بنا لئے۔تو نے بیابان کہسار اور جنگل پیدا کئے ہیں تو میں نے ان کو پھولوں کا چمن، کیاریاں اور گلزار و لالہ زار بنا دیا ہے۔اے خدا میں وہ ہوں جس نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے پتھر کو صیقل کر کے آئینہ بنا دیا ہے اور زہر سے تریاق پیدا کر دیا ہے۔

☆

مشق :

مندرجہ ذیل الفاظ کو لکھ کر مشق کریں۔

محاورہ	پولاد	ناب	شمشیر	تبر	تفنگ
نہال	قفس	چمن	نغمہ	شب	سفال
ایاغ	بیابان	کوہسار	راغ	خیابان	سنگ

سوالات :

سوال۔۱ خدا نے کیا کیا چیزیں بنائی ہیں؟

سوال۔۲ انسان نے خدا داد صلاحیتوں سے کیا کیا چیزیں بنائی ہیں؟

سوال۔۳ دنیا کس چیز سے پیدا ہوئی؟

سوال۔۴ انسان نے قفس کس کے لئے بنایا؟

سوال۔۵ انسان نے پتھر سے کیا بنایا؟

☆

سوانح بزمؔی ٹونکی

سید زین الساجدین ابن حمید احسن متخلص بہ بزمؔی ٹونکی ۲۳؍اپریل ۱۹۳۱ء کو راجستھان کے مردم خیز ضلع ٹونک میں پیدا ہوئے۔ پرورش و پرداخت والد محترم کے سایۂ عاطفت میں پائی۔ بزمؔی کو اپنے نانا مولانا سید محمد طلحہ کی شفقت حاصل رہی جو اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر تھے اور عربی و فارسی دونوں زبانوں کے ماہر تھے، اس کے علاوہ مولانا منظور احمد کوثر سندیلوی، مولانا احمد ہاپوڑی اور مولانا رضی وغیرہ سے بھی اکتساب فیض کیا۔ دس نومبر ۲۰۱۱ء کو بزمؔی نے اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔ بزمؔی ٹونکی نے غزل و رباعی، قصیدہ سبھی اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور ان کے لوازمات کو اپنی شاعری میں نہایت خوبی سے استعمال کیا ہے۔ وہ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ بزمؔی تصوف کے رمز آشنا تھے، ان کی شاعری میں تصوف کے مسائل نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اپنی بات کو نہایت سادہ اور سلیس زبان میں کہتے ہیں لیکن اس سادگی میں بھی زبان کا چٹخارہ اور ادبی چاشنی کا لطف موجود ہے۔ بندش کی چستی، عمدہ تراکیب نیز تشبیہ واستعارے کی برجستگی ان کے کلام کا نمایاں وصف ہے، ان کی شاعری میں قرآنی آیات، احادیث اور اصطلاح تصوف کا برمحل استعمال ان کی وسعت مطالعہ، بلندی تخئیل اور

قادرالکلامی پردال ہے۔ وہ شہردلبراں کوحدیث دیگراں کے پیرایہ میں ایسی دلکش شاعرانہ زبان میں استعمال کرتے ہیں کہ زبان سے بے ساختہ ع

از دل خیزد بردل ریزد

نکل جاتا ہے۔فرماتے ہیں :

تبسم بر لب است وچشم پُرنم

بدین دوحرف ازمن داستان است

ابن احسن بزمؔی راجستھان کے فارسی شاعروں میں ادبی،علمی،فنی اعتبار سے ایک ایسے شاعر تھے جوراجستھان میں فارسی شاعری کے پاسبان تھے۔

☆

(vi) انتخاب از کلامِ بزمیؔ ٹونکی

نظم ۔ تصوف

چہ خوش گفتہ ابو قاسم جنید شیخ بغدادی — خدا رحمت کُند آن کاملِ راہِ طریقت را

کسے گر آرزُو دارد کہ باشد صوفی کامل — بورزد بہر تکمیل صفا این ہشت خصلت را

بداند مقصدِ ''مِمَّا تُحِبُّون'' از کلام حق — برسمِ حضرت ابراھیمؑ میخواہد سخاوت را

سرِ خُود را نہد پیش قضا بہر رضائے حق — رضا چون حضرت اسمٰعیلؑ آموزد طبیعت را

بہر یک امتحانِ غم بماند صابر وشاکر — دہد چوں حضرتِ ایوبؑ ذوق صبر طینت را

نیاید حرفِ اُف برلب دو پارہ ہم اگر گردد — بداند رَمز چوں حضرت زکریاؑ اشارت را

زاَقرب اجنبی گشتن مسافر در وطن بودن — بطور حضرتِ یحییٰؑ بورزد وضع غربت را

شود بے ساز وسامان کاسہ وشانہ بینداز د — برنگ حضرت عیسیٰؑ بیاموزد سیاحت را

پیٔ ردِّ تکاثر بہر نفس ناطقہ باید — زثوب صوف پوشد چوں کلیم اللہؑ جسامت را

کند ''اَلفَقرُ فَخرِی'' جزوِ جانِ خویشتن صوفی — بطورِ فخر ورزد فعلِ ایں ختمِ رسالتؐ را

☆

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صوفی : اون کا کپڑا پہننے والا ۔فقیروں کی اصطلاح میں وہ شخص جو اپنے دل میں خدا کے سوا کسی کا خیال نہ آنے دے اور اپنی طبیعت کو دنیا کی آلائش سے پاک وصاف کرے۔			
خوش	اچھا	گفتہ	کہا ہوا
کند	کرتا ہے	آن	وہ
راہ	راستہ	کسے	کوئی شخص
دارد	رکھتا ہے	باشد	ہو، ہوگا
بورزد	اختیار کرتا ہے	ہشت	آٹھ
خصلت	عادت	بداند	جانتا ہے
مقصد	کام	ممّا تحبّون	جو تم پسند کرتے ہو
سخاوت	بخشش	خود	اپنا
نہد	رکھتا ہے	پیش	آگے، پہلے
قضا	حکم خدا	حق تعالیٰ	اللہ تعالیٰ
آموزد	سیکھتا ہے	بماند	رہتا ہے

دہد	دیتا ہے	صابر	صبر کرنے والا
شاکر	شکر کرنے والا	طینت	عادت
نیاید	نہیں آتا ہے	لب	ہونٹ
چہ	کیا	دوپارہ	دوٹکڑے
رمز	اشارہ	اقرب	بہت زیادہ قریب
گشتن	ہونا	مسافر	سفر کرنے والا
در	میں	بودن	ہونا
طور	طریقہ	شود	ہوجائے
کاسہ	پیالہ	شانہ	کنگھی، کنگھا
سیاحت	گھومنا،سفر	تکاشر	بہتات، زیادتی
نفس	جان	ناطقہ	بولنے والی
ثوب	کپڑا	صوف	اون
کلیم اللہ	لقب حضرت موسیٰؑ	جُزو	حصہ
الفقرفخری	مقولہ ہے فقر میرے لئے باعث فخر ہے	خویشتن	اپنا

فعل	کام	این	یہ

ترجمہ ۔ تصوف نظم

''الفقر فخری'' مقولہ پر شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ خدا راہِ طریقت کے اس مردکامل پر رحمت کرے۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص صوفی کامل بننے کی آرزو رکھتا ہے تو صفائی باطن کے لئے ان آٹھ خصلتوں کو اختیار کرے۔

کلام اللہ شریف کی آیت ''لن تنالوا البرّ حتّٰی تُنفقوا ممّا تحبّون'' (ترجمہ : ہرگز تم نیکی نہیں پا سکتے ہو تب تک کہ اپنی پسندیدہ چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو) کا مقصد سمجھے اور حضرت ابراہیم کی طرح سخاوت اختیار کرے۔

اللہ کی رضا کے لئے اپنے سر کو اس کے سامنے جھکا دے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح اپنی طبیعت کو راضی برضاء الٰہی ہونے کی طرف راغب کرے۔

ہر آزمائش میں انسان کو صابر اور شاکر رہنا چاہیئے تا کہ حضرت ایوّبؑ کے صبر کی طرح تیرے مزاج میں بھی صبر کا ذوق پیدا ہو جائے۔

اور اگر تیرے دو ٹکڑے بھی ہو جائیں تو تیری زبان سے اُف بھی نہ نکلے۔ حضرت زکریا کی طرح تو بھی اپنے محبوب کے اشارے کا رمز جان لے۔

اور اگر حضرت یحیٰؑ کی مانند غربت (مسافرت) کے آداب سیکھنا چاہتا ہے۔ تو

رشتے داروں سے اجنبی ہو جا اور دنیا میں خود کو مسافر سمجھ اور بالکل بے ساز و سامان بن جا اور پیالہ اور کنگھی یعنی ضرورت کا معمولی سامان بھی پھینک دے اور حضرت عیسیٰؑ کے رنگ میں آ کر سیاحت کا طریقہ سیکھ۔

نفس ناطقہ کی مخالفت اور دشمنی کرنا چاہتے ہو تو حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کی طرح خود کو اون کا لباس یعنی معمولی لباس پہناؤ۔

صوفی کو ''الفقر فخری'' (فقیری پر مجھے فخر ہے) کو اپنی جان کا جزو بنانا چاہیے۔ یہ کام ''خاتم المرسلینؐ'' نے فخر کے طور پر اپنایا ہے۔

مشق :

۱۔ مذکورہ اشعار میں سے تین شعر حفظ یاد کریں اور لکھ کر مشق کریں۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو پانچ پانچ بار لکھیں۔

ابوقاسم	جنید	شیخ بغدادی	راہ طریقت
صوفی	خصلت	سخاوت	پیش
قضا	رضاءِ حق	امتحانِ غم	طینت
کلیم اللہ	ناطقہ	سیاحت	کاسہ
خویشتن	رمز	اقرب	الفقر فخری

سوالات :

سوال۔۱ تصوف نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

سوال۔۲ ''الفقر فخری'' کا مفہوم لکھئے؟

سوال۔۳ ''ممّا تحبّون'' سے کیا مراد ہے؟

سوال۔۴ صنعت تلمیح کے اشعار کی نشاندہی کیجئے؟

سوال۔۵ شیخ جنید کہاں کے رہنے والے تھے؟

☆

رباعی

رباعی عربی کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنیٰ چار چار کے ہیں۔ شاعری کی اصطلاح میں رباعی اس صنف سخن کا نام ہے جس میں مخصوص وزن کے چار مصرعوں میں ایک خیال ادا کیا جاتا ہے گویا رباعی فارسی کی وہ مختصر ترین صنف سخن ہے جس میں مقررہ اوزان، وحدت خیال اور تسلسل بیان کی پابندی از حد ضروری ہے۔

فارسی کے تمام علماء فن اس بات پر متفق ہیں کہ رباعی کے پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعوں کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے لیکن اگر تیسرے مصرعے میں قافیہ لایا جائے تو عیب نہیں بلکہ قدماء کے نزدیک مستحسن ہے فارسی کے قدیم ترین تذکرے ''لباب الالباب'' کے مؤلف محمد عوفؔی کی منتخب شعراء کی رباعیات دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ عنصریؔ وفرخیؔ کے عہد تک بیشتر شعراء چاروں مصرعوں میں قافیہ لاتے تھے فارسی کے رباعی گو شعراء میں ابوسعیؔد ابوالخیر، خیاؔم وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

☆

سوانح حضرت سرمدؒ

سرمدؒ کا نام محمد سعید تھا۔ یہ ایک ایرانی نسل یہودی تھے، میر ابوالقاسم اور ملا صدر کی توجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ سرمد تقریباً ۱۶۳۰ء میں ایران سے سندھ وارد ہوئے اور ایک نوجوان ابھے چند کے عشق میں مبتلا ہوئے۔ سندھ سے انھوں نے لاہور اور اس کے بعد حیدر آباد کا سفر کیا اور بالآخر دہلی میں قیام پذیر ہوگئے۔ یہاں پر انھوں نے داراشکوہ کی مصاحبت اختیار کی۔ داراشکوہ کے قتل کے بعد اورنگزیبؒ کے عہد حکومت میں ان کی برہنگی اور بعض رباعیات کی وجہ سے علماء نے ان کے قتل کا فتویٰ صادر کیا اور ۱۶۵۹ء میں انہیں قتل کر دیا گیا۔

سرمدؒ نے اپنی رباعیات میں مسائل تصوف کو نہایت سہل اور پُر اثر زبان میں بیان کیا ہے۔ ان رباعیات میں حکایات وصل و ہجر بھی ہیں اور رندی و سرمستی بھی وہ ہمیشہ خرد کی بخیہ گری سے محترز او رراہِ حق کے سالکوں کے سدّ راہ بنے رہے، ظاہر داروں کی پردہ دری نہایت جوش و خروش سے کرتے ہیں۔ ان کی رباعیات میں افکار و خیال کی حشر سامانیاں اور زبان و بیان کے اعجاز کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ سرمدؒ نے اپنی رباعیات میں واردات قلبی کو پیش کرنے میں ملمع سازی سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اسے صاف صاف بیان کیا ہے۔

(vii) انتخاب از رباعیات سرمدؒ

رباعیات

(۱)

آن کہ ترا شکوہ سلطانی داد　　مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہرکرا عیبی دید　　بی عیبان را لباس عریانی داد

(۲)

راضی دل دیوانہ بہ تقدیر نشد　　فارغ زخیال وفکر وتدبیر نشد
ایّام شباب، رفت باقی است ہوس　　ما پیر شدیم وآرزو پیر نشد

ترجمہ ۔ رباعی (۱)

وہ جس نے تجھے شاہی شان وشوکت عطا کی ہے (اسی نے) ہمیں ہر طرح کی پریشانی دی ہیں۔ جن لوگوں کے اندر اس نے عیب دیکھا ہے ان کو پہننے کے لئے لباس دیا ہے اور (ہمارے جیسے) بے عیبوں کو لباس عریانی بخشا ہے۔ اس رباعی میں سرمدؔ اپنے ننگے رہنے کا جواز پیش کر رہے ہیں کہ جس کے بدن میں داغ یا دھبہ ہوتا ہے وہ اس کو چھپانے

کی غرض سے ظاہری لباس پہنتا ہے۔میرا جسم چونکہ عیبوں سے پاک ہے اس لئے مجھے کسی لباس کی ضرورت نہیں ہے۔

ترجمہ ۔ رباعی (۲)

(ہمارا) پاگل دل تقدیر (الٰہی) پر راضی (برضا) نہ ہوا اور وہم، فکر اور (لاحاصل) تدبیروں سے فارغ نہ ہوا۔ جوانی کے دن چلے گئے لیکن (اب بھی) ہوس باقی ہے، (اگرچہ) ہم بوڑھے ہو گئے ہیں پھر بھی ہماری خواہش بوڑھی نہیں ہوئی ہے۔

مشکل الفاظ و معانی

آن	وہ	ترا	تجھ کو
شکوہ	شان و شوکت	داد	دیا، دی
ما	ہم	را	کو
ہمہ	تمام	پوشاند	پہنایا
دید	دیکھا	عریانی	برہنہ، ننگا

☆

مشق :

۱۔ رباعیات لکھ کر مشق کریں اور حفظ یاد کریں۔

۲۔ مندرجہ الفاظ لکھ کر مشق کریں۔

شکوہ	سلطانی	اسباب	پریشانی
پوشاند	لباس	عیبی	عریانی
راضی	تقدیر	دیوانہ	فارغ
تدبیر	ایام شباب	ہوس	آرزو

سوالات :

سوال۔۱ رباعی کی تعریف کیا ہے؟ تحریر کیجئے۔

سوال۔۲ سرمدؔ کون ہیں؟ تحریر کیجئے۔

سوال۔۳ سرمدؔ کی رباعی (۱) سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

سوال۔۴ دونوں رباعیات کا ترجمہ اپنی زبان میں تحریر کرو؟

☆☆☆

Unit - IV

قواعد

Unit - (iv)

(i) صفت

وہ لفظ ہے جس سے کسی اسم کی تعریف اچھائی یا برائی کی جائے جیسے تیز، نو، خوب، گرم، سرد، ضعیف، قوی وغیرہ۔

موصوف

جس اسم کی صفت بیان کی جائے اس کو موصوف کہتے ہیں۔ فارسی میں پہلے موصوف پھر صفت لائی جاتی ہے۔ فارسی میں موصوف کے نیچے زیر ہوتا ہے جیسے

اسپ چالاک	چالاک گھوڑا	اس میں اسپ موصوف ہے اور چالاک اس کی صفت ہے
خط خوب	اچھا خط	
نان گرم	گرم روٹی	
آب خنک	ٹھنڈا پانی	
رنگ سرخ	سرخ رنگ	
مرد ضعیف	کمزور آدمی	

اسم معرفہ

وہ اسم ہے جو کسی خاص آدمی ،جگہ یا چیز کا نام ہو مثلاً دہلی ،حاتم ،مسعود، گنگا، جمنا، اجمیر ،ٹونک ،آگرہ ، جے پور وغیرہ۔

اسم نکرہ

وہ اسم ہے جو ایک ہی طرح کی بہت سی چیزوں کے لئے استعمال ہو جیسے مرد، زن، طفل، مسجد، مدرسہ، محکمہ وغیرہ۔

ماضی

ماضی کے لغوی معنیٰ گذشتہ، گذرا ہوا زمانہ کے ہیں۔

ماضی اس کام کو کہتے ہیں جو گذرے ہوئے زمانے میں کیا جائے۔مثلاً آمد، رفت، شد، گفت ،نشست ۔

فارسی زبان میں ماضی کی چھ قسمیں ہوتی ہیں (۱) ماضی مطلق (۲) ماضی قریب (۳) ماضی بعید (۴) ماضی شکّی یا احتمالی (۵) ماضی استمراری یا ناتمام (۶) ماضی تمنائی۔

(۱) **ماضی مطلق** : وہ ماضی ہے جس میں گذرا ہوا زمانہ بغیر قریب یا دور کی قید کے پایا جائے جیسے رفت گیا۔اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ :

نون کو جب دور مصدر سے کیا

ماضی مطلق کا صیغہ بن گیا

مصدر کا ''نون'' دور کر کے پہلے حرف کو ساکن کرنے سے ماضی مطلق کا واحد غائب بن جاتا ہے جیسے آمدن سے آمد، رفتن سے رفت باقی ضمیریں لگا کر صیغے بن جاتے ہیں۔مثلاً

آمد	وہ آیا
آمدند	وہ آئے
آمدی	تو آیا
آمدید	تم آئے
آمدم	میں آیا
آمدیم	ہم آئے

(۲) ماضی قریب : وہ ماضی ہے جس میں زمانہ ابھی ابھی گذرا ہو اور وہ حال کے قریب ہو، اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ :

ماضی مطلق پہ جب آتا ہے است

بنتی ہے ماضی قریب اے حق پرست

ماضی مطلق کے صیغہ واحد غائب پر ''ہ'' اور ''است'' بڑھا دیتے ہیں اور پھر باقی

ضمیریں صیغوں کے اعتبار سے لگاتے رہتے ہیں مثلاً آمد سے

آمدہ است	وہ آیا ہے
آمدہ اند	وہ آئے ہیں
آمدہ ای	تو آیا ہے
آمدہ اید	تم آئے ہو
آمدہ ام	میں آیا ہوں
آمدہ ایم	ہم آئے ہیں

(۳) : ماضی بعید : وہ ماضی ہے جس میں گذرے ہوئے زمانہ کو ایک لمبا عرصہ ہوا ہو۔اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

بود جب ماضی پہ آیا اے سعید
یاد رکھو وہ بن گئی ماضی بعید

یعنی ماضی مطلق کے واحد غائب پر ''ہ'' اور ''بود'' بڑھا دیتے ہیں اور باقی علامتیں صیغوں کے اعتبار سے بڑھاتے رہتے ہیں مثلاً

آمدہ بود	وہ آیا تھا
آمدہ بودند	وہ آئے تھے
آمدہ بودی	تو آیا تھا

آمدہ بودید	تم آئے تھے
آمدہ بودم	میں آیا تھا
آمدہ بودیم	ہم آئے تھے

(۴) ماضی شکّی : اس کو ''ماضی احتمالی'' بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ماضی ہے جس گذرے ہوئے زمانہ میں کام کے ہونے یا نہ ہونے کا شک پایا جائے۔ اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

آئے جب ماضی پہ باشد اے ہمام
احتمالی اور شکیہ ہو نام

یعنی ماضی مطلق کے واحد غائب پر ''ہ'' اور ''باشد'' بڑھا کر واحد غائب کا صیغہ بنا لیتے ہیں اور باقی صیغوں کی علامتیں صیغوں کے اعتبار سے بڑھاتے رہتے ہیں مثلاً آمد سے

آمدہ باشد	وہ آیا ہوگا
آمدہ باشند	وہ آئے ہوں گے
آمدہ باشی	تو آیا ہوگا
آمدہ باشید	تم آئے ہوگے
آمدہ باشم	میں آیا ہوں گا
آمدہ باشیم	ہم آئے ہوں گے

(۵) ماضی استمراری : اس کو ''ماضی ناتمام'' بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ ماضی ہے جس گذرے ہوئے زمانہ میں کام کا ہونا بار بار سمجھا جائے یا یوں کہیں کہ گذرے ہوئے زمانہ میں کام کا مکمل ہونا نہ پایا جائے۔ اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

مل کے می اول ہو ماضی نا تمام

جو ہے استمراری نزدِ خاص و عام

یعنی ماضی مطلق کے تمام صیغوں میں ''می'' یا ''ہمی'' بڑھا دیا جاتا ہے۔ مثلاً آمد سے

می آمد	وہ آتا تھا
می آمدند	وہ آتے تھے
می آمدی	تو آتا تھا
می آمدید	تم آتے تھے
می آمدم	میں آتا تھا
می آمدیم	ہم آتے تھے

(٦) ماضی تمنّائی : یہ وہ ماضی ہے جس میں کام کرنے کی آرزو یا شرط گذرے ہوئے زمانہ میں پائی جائے۔ اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ

ماضی کے آخر میں ''ے'' آئے اگر

ہو تمنائی بلاخوف و خطر

یعنی ماضی مطلق کے صیغوں کے آخر میں یائے مجہول ''ے'' اس میں بڑھا دیتے ہیں۔اس کے صرف تین ہی صیغے ہوتے ہیں مثلاً آمد سے

آمدے	کاش وہ آتا
آمدندے	کاش وہ آتے
آمدمے	کاش میں آتا

مشکل الفاظ اور ان کے معانی

الفاظ	معانی
ماضی	گذرا ہوا زمانہ
غائب	جو موجود نہ ہو
مثلاً	مثال کے طور پر
است	ہے
بعید	دور

بود	تھا
باشد	ہوگا

سوالات :

سوال۔۱ ماضی کس کو کہتے ہیں؟

سوال۔۲ ماضی تمنائی کی تعریف بیان کریں؟

سوال۔۳ ماضی بعید بنانے کا قاعدہ بتایئے؟

سوال۔۴ ماضی احتمالی کس طرح بنائی جاتی ہے؟

سوال۔۵ ماضی احتمالی کا دوسرا نام کیا ہے؟

سوال۔۶ ماضی قریب بنانے کا کیا قاعدہ ہے؟

سوال۔۷ ماضی استمراری کیسے بنتی ہے؟

سوال۔۸ ماضی مطلق بنانے کا کیا قاعدہ ہے؟

☆

(ii) تشبیہ

تشبیہ اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں ایک یا کئی چیزوں کو دوسری چیزوں سے کسی بات یا خوبی کی وجہ سے مثال دے کر مقابلہ کیا جائے جیسے ''یامین مانندِ شیر است''۔ یہاں یامین کا مقابلہ شیر سے کیا گیا ہے۔اس کے پانچ اجزاء ہوتے ہیں۔(۱) مشبہّ وہ شخص یا چیز جس کو تشبیہ دی جائے (۲) مشبہّ بہٖ وہ شخص یا چیز جس سے تشبیہ دی جائے (۳) حرف تشبیہ وہ حرف یا حروف جو تشبیہ ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہوں (۴) وجہ شبہ۔وہ وصف جس میں تشبیہ دی گئی ہو جیسے نزاکت (۵) وجہ تشبیہ وہ وصف جس میں تشبیہ دی گئی ہو جیسے یامین مانند شیر است ہے۔اس میں یامین مشبہّ ہے۔شیر مشبہّ بہٖ ہے۔مانند حرف تشبیہ ہے اور بہادری وجہ تشبیہ ہے یا وجہ مشبہّ ہے۔

مثال اردو　　نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

☆

مثال فارسی　　تشبیہ تو ان کرد بصحن چمنش
لیکن چو نظر کنی در ینجا سخن است

تلمیح

جہاں کسی آیت قرآنی یا حدیث یا قصّہ یا مسئلہ یا تصور کی طرف اشارہ ہو جس کے بغیر بات پوری طرح سمجھ میں نہ آئے اس کو تلمیح کہتے ہیں جیسے شعر

مثال فارسی　　من ازان حسن روزافزون کہ یوسف داشت دانستم

که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را

حضرت یوسفؑ اور زلیخا کے قرآنی قصّہ کی طرف اشارہ ہے۔

مثال اردو　　واقعاتِ طور سے ملتا ہے ہم کو یہ پتہ

اس کا جلوہ عام بھی ہے اس کا جلوہ خاص بھی

اشتقاق

اشتقاق اس صنعت کو کہتے ہیں جہاں چند الفاظ ایک ہی مادہ یا مصدر سے مشتق کر کے کسی جملہ یا شعر میں استعمال کریں اور اس اصل مادہ کے کئی معنیٰ ہوں تو اشتقاق کے وقت کسی خاص معنیٰ کو ملحوظ رکھیں جیسے

مثال فارسی　　مداحی ذات تو اقسام عبادات

قسمی است کہ قسام ازل قسمت ما کرد

☆

مثال اردو — اے بخت تو جاگ اور جگا ہم کو پھر

جاگیں گے نہ تا حشر جگائے سے کسو کے

حسنِ تعلیل

وہ صنعت ہے جس میں کسی بات کا اصلی سبب تو کچھ ہو مگر شاعرانہ طور پر کچھ اور سبب بیان کیا گیا ہو۔

مثال فارسی — لالہ کہ بدل گرہ شدش دُود

از آہِ من است حسرت آلود

☆

مثال اردو — ہو رہا ہے ہائے میرا ماتمِ تشنہ لبی

رو رہا ہو خود بخود شیشے سے مل کر جام بھی

چونکہ شراب بوتل سے گلاس میں ڈالی جاتی ہے۔ مگر یہاں شاعرانہ طور پر شیشے سے جام میں شراب الٹنے کو ماتم سے تشبیہ دی ہے اور رونے سے مراد لی ہے۔

☆

تجاہلِ عارفانہ

کسی چیز سے جان بوجھ کر انجان بننے کو تجاہلِ عارفانہ کہتے ہیں جیسے غالبؔ نے کہا تھا۔

مثال فارسی سروگلزار ارم یا قامت دلجوست این
زلف مشکین یا کمند گردن آہوست این

☆

مثال اردو موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

غالبؔ کو رات بھر نیند نہیں آنے کی وجہ معلوم ہے مگر جان بوجھ کر انجان بن رہے ہیں۔

تضاد

کلام میں ایسے دو الفاظ لائے جائیں جو معنیٰ کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہوں مگر مطلب میں فرق نہ آئے۔

مثال فارسی چو قومی یکی بیدانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

اس شعر میں کہ اور مہ میں صنعت تضاد ہے۔

مثال فارسی	شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی
تا کس بتربیت نشود ای حکیم کس

☆

مثال اردو	محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کا فر پہ دم نکلے

یہاں مرنا اور جینا اور جینا اور دم نکلنا ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر اس سے مطلب میں فرق نہیں آیا۔

سوالات :

سوال۔۱	تشبیہ کسے کہتے ہیں؟

سوال۔۲	تلمیح کی تعریف تحریر کیجئے ؟

سوال۔۳	اشتقاق کسے کہتے ہیں؟

سوال۔۴	حسن تعلیل کا کوئی شعر لکھئے؟

سوال۔۵	تجاہل عارفانہ کسے کہتے ہیں؟

سوال۔۶	تضاد کی تعریف کیجئے اور مثال دے کر واضح کیجئے ؟

☆☆☆

نگارستانِ فارسی

NIGARISTAN-i-FARSI

برائے جماعت دوازدہم

(بارہویں جماعت کے لئے)

For Class XII th

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن راجستھان، اجمیر

Board of Secondary Education Rajasthan, Ajmer

کمیٹی برائے ترتیبِ درسی کتاب

نگارستانِ فارسی

NIGARISTAN-i-FARSI

برائے جماعت دوازدہم (بارہویں جماعت کے لئے)

For Class XII th

مرتّبین

ڈاکٹر صولت علی خان (کنوینر)
Dr. Saulata Ali Khan (Convener)
Director, MAAPRI Tonk (Raj.)

صاحبزادہ شوکت علی خان
Sz. Shaukat Ali Khan
Founder Director
MAAPRI Tonk (Raj.)

پروفیسر عمر کمال الدین
Prof. Umar Kamaluddin
Head, Deptt. of Persian
Lucknow University,
Lucknow (U.P.)

ثروت علی خان
Sarwat Ali Khan
Lecturer URDU
Govt. Senior Sec. School, Indargarh,
Bundi (Rajasthan)

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن راجستھان، اجمیر

Board of Secondary Education Rajasthan, Ajmer

کمیٹی برائے ترتیبِ نصاب

اردو و فارسی

برائے جماعت یازدہم و دوازدہم

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن راجستھان، اجمیر

For Class XI th and XII

کنوینر

ڈاکٹر معین الدین شاہینؔ

Govt. Dungar College, Bikaner (Rajasthan)

اراکین

ڈاکٹر صولت علی خان

Director, MAAPRI, Tonk (Rajasthan)

ڈاکٹر شاہد الحق چشتی

Principal, Govt. Higher Sec. School Gagwana (Ajmer)

ڈاکٹر خورشید جہاں نقوی

Associate Professor, Maharani College Jaipur

محمد صادق

Govt. Higher Sec. School Ramsar (Ajmer)

دولفظ

طالبِ علم کے لئے درسی کتاب منظّم مطالعے اور مبصّرانہ صلاحیت کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔مواد اور طریقۂ تعلیم کی رو سے درسی کتاب کے معیار کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔درسی کُتب کو دقیق (مشکل) اور محض مدح قدح کی مثال نہیں بنانا چاہیے۔درسی کتاب آج بھی درس وتدریس اور طریقۂ تعلیم کا ضروری اور اہم ذریعہ ہے جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔

گذشتہ کچھ برسوں سے مادھیمک شکشا بورڈ، راجستھان کے نصاب میں لسانی اور تہذیبی اقدار کی نمائندگی کی کمی شدّت سے محسوس کی جارہی تھی۔تاہم صوبائی حکومت نے نویں جماعت سے بارہویں جماعت تک کے طلبا وطالبات کے لیے بذریعہ مادھیمک شکشا بورڈ راجستھان، اپنا نصاب مرتب کر کے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اسی کے مطابق بورڈ نے درسی کتب، تسلیم شدہ نصاب کے مطابق تیار کرائی ہیں۔امید ہے کہ یہ کتب طلباء وطالبات میں فکر وتدبّر اور اظہار خیال کی صلاحیت کے روشن مواقع فراہم کریں گی۔

پروفیسر بی.ایل. چودھری

صدر

مادھیمک شکشا بورڈ راجستھان، اجمیر

پیش لفظ

مادھیمک شکشا بورڈ راجستھان، اجمیر کے زیرِ اہتمام تیار کردہ پیشِ نظر یہ کتاب ''نگارستانِ فارسی'' بارہویں جماعت کے فارسی طالب علموں کی نصابی ضرورت کی تکمیل کے لیے مرتب کی گئی ہے۔اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ طلبہ و طالبات کے اخلاقی کردار کو سنوارا جا سکے جس سے وہ بھارت کے بہترین ناگرک بننے کے ساتھ ساتھ بھارت کی گنگا جمنی تہذیب وتمدن اور ثقافت سے روشناس بھی ہوں اور ان میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا ہو سکے اور طلباء و طالبات کو فارسی زبان و ادب سے متعلق نہ صرف ضروری اطلاعات فراہم ہوں بلکہ ان کی علمی،فکری اور تخلیقی صلاحیتوں میں بھی اضافہ ہو۔نصاب میں شامل اسباق کے انتخاب میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ وہ فارسی ادب کی اہم اصناف کے تعارف پر مبنی ہوں۔اس سلسلے میں ان اصناف کے معروف اور نمائندہ ادباء وشعراء کی نگارشات کو شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔

طلباء و طالبات پر نصاب کا بار زیادہ نہ ہو اس لئے اختصار کو ملحوظِ خاطر اور معیار کا مکمل خیال رکھا گیا ہے۔اسباق کے انتخاب میں طالب علموں کی آسانی کے لئے فارسی زبان کی استعداد اور ذخیرۂ الفاظ میں بتدریج اضافے کا خاص خیال رکھا ہے۔سبق سے پہلے اصناف ادب اور مصنف یا شاعر کا تعارف کرایا گیا ہے۔سبق کے بعد مشکل الفاظ کے معانی، ترجمہ، مشقی اور تفصیلی سوالات و قواعد وغیرہ کے ذریعہ ان کی فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔اس بات پر بھی زیادہ زور دیا گیا ہے کہ طلبہ و طالبات نہ صرف فارسی زبان و ادب کو نصابی ضرورت کی تکمیل کے لئے پڑھیں بلکہ ان میں علمی سرمایہ کی قدر ومنزلت کا ذوق اور فارسی ادب کی دوسری کتابوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو سکے۔

مُرتّبین

نصاب فارسی ادب

برائے جماعت دوازدہم (بارہویں جماعت کے لئے)

نصابی کتاب کا نام : نگارستانِ فارسی

نصاب تعلیم	نمبر مقررہ	۸۰
۱۔ تاریخِ ادبِ فارسی (انڈو پرشین)		۲۰
۲۔ نثر		۲۰
۳۔ نظم		۲۰
۴۔ قواعد، علمِ بیان		۲۰

Unit-I

مضامین نصاب   تاریخِ ادبیاتِ فارسی (انڈو پرشین)

(i) امیر خسرو

(ii) فیضی

(iii) اقبال

(iv) عرفی شیرازی

Unit-II

حصّۂ نثر ۔ درج ذیل ماخوذ انتخابات کے اردو/انگریزی یا ہندی میں تراجم ۔

(i) انتخاب از نامۂ خسروان

حکایت نمبر : ۱،۲و۳

(ii) (الف) انتخاب از کلّیات قاآنی ۔ حکایت نمبر۔۶

(ب) انتخاب از پندِ لقمان

(iii) انتخاب از غنچۂ فارسی حکایت نمبر ۵،۲۵،۲۹،۳۰

(iv) (الف) از دبستانِ فرہنگِ ایران

۱۔ دوستانِ آذر رودارا

۲۔ کُمک با دیگران

۳۔ پروینؔ اعتصامی

(ب) انتخاب از گلستانِ سعدیؔ حکایت نمبر ۲۰، ۲۲، ۲۶، ۳۶

Unit - III

حصّہ نظم

مندرجہ ذیل ماخوذ انتخابات کی تشریح اردو/ انگریزی یا ہندی میں۔

(i) بزمیؔ ٹونکی ۔ حمد

(ii) حافظؔ (۱) آنانکہ کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند۔

(۲) صبا بلطف بگو آن غزالِ رعنا را

(۳) جانان تُرا کہ گفت کہ احوالِ ما مپرس

(iii) امیر خسروؔ

(۱) سری دارم کہ سامان نیست او را

(۲) کافرِ عشقم مسلمانی مرا در کار نیست

(۳) ای چہرۂ زیبائ تو رشکِ بتانِ آزری

(iv) مولانا جلال الدین رومیؔ

عتاب کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بہر شبان

(v) اقبالؔ

(۱) فصلِ بہار

(۲) محاورہ مابین خدا و انسان

(vi) بزمیؔ ٹونکی

تصوف (نظم)

(vii) سرمدؔ (رباعیات)

(۱) آن کہ ترا شکوہِ سلطانی داد

(۲) راضی دلِ دیوانہ بی تقدیر نہ شد

Unit - IV

قواعد

(i) صفت موصوف، معرفہ، نکرہ، ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی استمراری، ماضی شکّی اور ماضی تمنائی۔

(ii) تشبیہ، تلمیح، استقاق، حسنِ تعلیل، تجاہل عارفانہ اور تضاد

معاون کتب :

۱۔ فارسی کی پہلی کتاب : دارالاشاعت اسلامیہ، کلکتہ۔

۲۔ غنچۂ فارسی : رام نرائن لال بینی پرشاد بک سیلر، الٰہ آباد۔

۳۔ گلستانِ سعدی : سب رنگ کتاب گھر، دہلی۔

۴۔ نصابِ فارسی : (شعبۂ فارسی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

۵۔ نصابِ فارسی : فخرالاسلام اعظمی (شبلی نیشنل کالج، اعظم گڑھ)

۶۔ تاریخِ ادبیاتِ ایران : رضازادہ شفق

۷۔ نصابِ جدید فارسی، دہلی۔

۸۔ ایرانی زبان کا قاعدہ : رام نرائن لال بینی پرشاد بک سیلر، الٰہ آباد۔

☆

فہرست

نگارستانِ فارسی

برائے جماعت دوازدہم (بارہویں جماعت کے لئے)

For Class XII th

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱۔	دو لفظ .... پروفیسر بی۔ ایل۔ چودھری	4
۲۔	پیش لفظ .... مرتّبین	5
۳۔	نصاب فارسی ادب برائے جماعت دوازدہم (بارہویں جماعت کے لئے)	6

Unit - I تاریخ ادبیات فارسی (انڈو پرشین)

۴۔	(i) امیر خسروؔ		18
۵۔	(ii) ابوالفیض فیضی		23
۶۔	(iii) علامہ اقبالؔ		28

۷۔	(iv) عرفی شیرازی		34

Unit - II حصّہ نثر

۸۔	(i) انتخاب از ''نامۂ خسروان'' ۔ جلال پور فتح علی شاہ قاچار	39
۹۔	حکایت (۱) بنام بخشندۂ مہربان	40
۱۰۔	حکایت (۲) پند و نصیحت	43
۱۱۔	حکایت (۳) پند و نصیحت	45
۱۲۔	سوانح حیات قاآنی	47
۱۳۔	(ii) (الف) انتخاب از کلیاتِ قاآنی حکایت (۶)	56
۱۴۔	(ب) انتخاب از پندِ لقمان	58
۱۵۔	پند لقمان	59
۱۶۔	(iii) انتخاب از غنچۂ فارسی	62
۱۷۔	حکایت (۵) دانش	63
۱۸۔	حکایت (۲۵) سکندر و حاضرین مجلس	66
۱۹۔	حکایت (۲۹) ۔ طوطی	69
۲۰۔	حکایت (۳۰) ۔ پادشاہ ظالم	72

۲۱۔	(iv) (الف) انتخاب از کتاب اول دبستانِ وزارت فرہنگِ ایران	75
۲۲۔	(۱) دوستانِ آذر رودارا	76
۲۳۔	(۲) کُمک بہ دیگران	79
۲۴۔	(۳) پروینؔ اعتصامی	81
۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔	گلستان سوانح مصلح الدین سعدؔی شیرازی (ب) انتخاب از گلستانِ سعدی حکایت (۲۰)	84 90 95
۲۸۔	حکایت ۔ ۲۲	99
۲۹۔	حکایت ۔ ۲۶	103
۳۰۔	حکایت ۔ ۳۶	107

حصۂ نظم Unit - III

۳۱۔	سوانح بزمؔی ٹونکی	111
۳۲۔	حمد	113
۳۳۔	(i) حمد بزمؔی ٹونکی	114

۳۴۔	فارسی غزل کا تعارف	118
۳۵۔	سوانح حافظؔ شیرازی	121
۳۶۔	(ii) غزل حافظ۔۱ (آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند)	122
۳۷۔	غزل حافظ۔۲ (صبا بلطف بگو آن غزال رعنارا)	127
۳۸۔	غزل حافظ۔۳ (جانان ترا کہ گفت کہ احوال ما مپرس)	131
۳۹۔	سوانح حضرت امیر خسروؒ	135
۴۰۔	(iii) غزل خسروؒ۔۱ (سَری دارم کہ سامان نیست اورا)	139
۴۱۔	غزل خسروؒ۔۲ (کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست)	142
۴۲۔	غزل خسروؒ۔۳ (ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری)	145
۴۳۔	مثنوی	149
۴۴۔	(iv) سوانح مولانا جلال الدین رومیؔ	150
۴۵۔	انتخاب از مثنوی مولانا رومؔ۔ ''عتاب کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام بہر شبان''	152
۴۶۔	علامہ اقبالؔ	158
۴۷۔	نظم	163

۴۸۔	(v) انتخاب از اشعار اقبالؔ (۱) ''فصل بہار'' (۲) ''محاورہ مابین خدا و انسان''	164 168 168
۴۹۔ ۵۰۔	بزمیؔ ٹونکی (vi) انتخاب از کلام بزمیؔ ٹونکی نظم ''تصوف''	172 174
۵۱۔	رباعی	180
۵۲۔	سوانح حضرت سرمدؔ	181
۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔	(vii) انتخاب از رباعیات سرمدؔ ۱۔ آن کہ ترا شکوہ سلطانی داد ۲۔ راضی دل دیوانہ بتقدیر نشد	182

قواعد Unit - IV

۵۶۔	(i) قواعد صفت	186
۵۷۔	موصوف	186

۵۸۔	اسم معرفہ	187
۵۹۔	اسم نکرہ	187
۶۰۔	ماضی مطلق	187
۶۱۔	ماضی قریب	188
۶۲۔	ماضی بعید	189
۶۳۔	ماضی شکّی	190
۶۴۔	ماضی استمراری	191
۶۵۔	ماضی تمنائی	191
۶۶۔	(ii) تشبیہ	194
۶۷۔	تلمیح	195
۶۸۔	اشتقاق	195
۶۹۔	حسنِ تعلیل	196
۷۰۔	تجاہلِ عارفانہ	197
۷۱۔	تضاد	197